عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۴۲ ۹تا۱۵ر رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ مطابق یکم تا ۷ر اپریل ۲۰۲۳ء شمارہ:۱۳

ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا فضائل ومناقب

رمضان ماہِ قرآن

حضرت زید الخیر رضی اللہ عنہ

زکوٰۃ فضائل ومسائل

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

روزہ کی حالت میں انجیکشن یا ڈرپ لگوانا

س:...... انجیکشن یا ڈرپ لگوانے سے روزہ فاسد کیوں نہیں ہوتا، حالانکہ اس ذریعہ سے جسم میں دوا داخل کی جاتی ہے؟

ج:...... روزہ فاسد ہوتا ہے دوا یا غذا کو منفذ کے ذریعہ جسم میں داخل کرنے سے یعنی منہ، ناک، کان یا مقعد وغیرہ سے، جبکہ ڈرپ یا انجیکشن کے ذریعہ دوا رگ یا مسامات کے ذریعے بدن میں پہنچائی جاتی ہے، منفذ سے نہیں، اس لئے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ اس کی مثال یوں سمجھیں جیسے ٹھنڈے پانی کے ساتھ غسل کرنے سے جسم کو راحت حاصل ہوتی ہے اور خشکی دور ہوجاتی ہے، وضو میں کلی کی جاتی ہے، اس میں بھی زبان تر ہوجاتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی زہریلا جانور کاٹ لے اور اپنا زہر انسانی جسم میں داخل کردے، بالاتفاق ان سب صورتوں میں روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ اسی طرح انجیکشن کے ذریعے سے بھی روزہ فاسد نہیں ہوگا، لیکن بلاضرورت انجیکشن لگوانا مکروہ ہے۔ بیماری کی وجہ سے لگوانے میں کوئی حرج نہیں:

”لانہ اثر داخل من المسام الذی ھو خلل البدن والمفطر انما ھو الداخل من المنافذ للاتفاق علی ان من اغتسل فی ماء فوجد بردہ فی باطنہ انہ لایفطر وانما کرہ الامام۔“ (شامی، ج:۲،ص:۳۹۵،طبع ایچ ایم سعید)

روزہ میں گناہوں سے بچنے کا اہتمام کیا جائے

س:...... جو شخص روزہ تو رکھے لیکن نماز کا اہتمام نہ کرے اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام نہ کرے، مثلاً ٹی وی، میوزک وغیرہ سے نہ بچے، تو کیا اس کا روزہ قبول ہوگا؟

ج:...... جو شخص رمضان المبارک میں روزہ رکھتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا تو اس کا روزہ ہوجائے گا جبکہ نماز نہ پڑھنے کا گناہ ہوگا۔ اس لئے فوت شدہ نماز کی قضا اس کے ذمہ لازم ہے۔ اصل میں نماز اور روزہ دونوں الگ الگ عبادتیں ہیں اور دونوں ہی فرض ہیں، لیکن ایک دوسرے پر موقوف نہیں۔ روزہ رکھنے کی صورت میں روزہ کی گرفت سے بچ جائے گا اور نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے گرفت ہوگی اور اس کا عذاب ہوگا۔ روزہ کی حالت میں گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہئے تاکہ روزہ کی مکمل برکات اور اجر وثواب کا حصول ہو۔ روزہ رکھ کر بھی اسی طرح گناہوں میں مبتلا رہے تو روزہ کی فرضیت تو ذمہ سے ادا ہوجائے گی، لیکن اجر وثواب میں کمی رہے گی۔

خواتین کا اعتکاف

س:...... کیا رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں خواتین بھی اعتکاف کرسکتی ہیں، اپنے گھر میں ہی اعتکاف کرنا ہوگا؟ اور کیا وہ اعتکاف کی حالت میں اپنے اور سارے گھر والوں کے لئے سحری وافطاری کا انتظام کرسکتی ہے، یعنی کچن وغیرہ میں جا کر کام کرسکتی ہے؟

ج:...... خواتین بھی اپنے گھروں میں رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرسکتی ہیں، ان کو بھی پورا پورا اجر وثواب حاصل ہوگا۔ اعتکاف کے لئے کوئی ایک کمرہ یا گھر کا کوئی کونہ متعین کرکے اس میں ہی رہیں اور عبادت میں مشغول ہوجائیں، صرف قضائے حاجت کے لئے واش روم جائیں، اگر گھر میں کوئی کھانا دینے والا نہ ہو تو ضرورت کے وقت خود ہی کھانا بھی لے سکتی ہیں۔ کھانا لے کر اپنے اعتکاف کی جگہ واپس آکر کھالیں۔ اصل میں اعتکاف کا مقصد ہی یہ ہے کہ اپنے آپ کو خالص اللہ کی عبادت کے لئے مکمل طور پر فارغ کرلیں، صرف حوائج اصلیہ کی حد تک اپنی ضرورتیں پوری کریں، باقی وقت عبادات اور آرام میں گزاریں، اگر کوئی خاتون اپنے آپ کو اس قدر فارغ نہیں کرسکتی، مثلاً گھر کے دیگر افراد کے لئے سحری وافطاری کا انتظام کرنا ہے یا گھر کی دیگر ذمہ داری میں مشغول ہے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ روزے داروں کی خدمت کرنے کا ہی بے شمار اجر عطا فرمائیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۲ ۹ تا ۱۵ ر رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ، مطابق یکم تا ۷ر اپریل ۲۰۲۳ء شمارہ: ۱۳

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

رمضان.... ماہِ قرآن	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
زکوٰۃ.... فضائل ومسائل	۷	مفتی حبیب الرحمن لدھیانوی
ایک جامع اور مسنون دعا!	۱۰	حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
ام المومنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ ؓ	۱۵	مولانا محمد قاسم رفیع، کراچی
حضرت زید الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۰	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشاؒ
دعوتی تبلیغی اسفار	۲۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بنیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِنبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط: ۳۰ (۱۲ سنہ نبوت کے واقعات)

۱۹:.... اسی سال حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی ولادت حبشہ میں ہوئی، یہ مسلمانوں کا سب سے پہلا بچہ تھا جس کی ولادت حبشہ میں ہوئی، ان کے والد حضرت جعفر اور والدہ اسماء بنتِ عمیس ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے، اور ’’اُسد الغابہ‘‘ میں ہے کہ: ’’وصالِ نبوی کے وقت عبداللہ کی عمر دس سال تھی اور وہ اپنے والد کے ساتھ حبشہ سے مدینہ آ گئے تھے۔‘‘ ان کے والد کی مدینہ واپسی جنگِ خیبر کے دن ہوئی تھی، جیسا کہ بہت سے محدثین اور اہلِ سیر نے تصریح کی ہے۔ یہ عبداللہ بن جعفر بڑے سخی تھے، کثرتِ سخاوت کی بنا پر ’’بحر الجود‘‘ (سخاوت کا سمندر) کہلاتے تھے، کہا جاتا ہے کہ اسلام میں ان سے بڑھ کر کوئی سخی نہیں تھا، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد، اور یہ کم سن صحابہ میں سے تھے۔

۲۰:.... اسی سال، رجب میں عقبہ کی دُوسری بیعت ہوئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سال موسمِ حج میں (دعوت وتبلیغ کے لئے) تشریف لے گئے تھے، ادھر مدینہ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے علاوہ انصار کے بارہ افراد (حج کے لئے) آئے تھے، عقبہ کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام لائے اور وہیں بیعت ہوئے، ان حضرات کے نام یہ ہیں:

۱:۔ بشیر بن سعد، نعمان بن بشیر کے والد۔ ۲:۔ سعد بن معاذ الاشہلی الاوسی، اوس کے سردار۔ ۳:۔ عبداللہ بن عمرو بن حرام (حضرت جابر کے والد) اور ان کے صاحبزادے جابر بن عبداللہ (ان کا بچپن تھا)۔ ۴:۔ اُسید بن حضیر۔ ۵:۔ اُبی بن کعب۔ ۶:۔ عبادۃ بن صامت۔ ۷:۔ ابو مسعود عقبہ بن عامر الانصاری البدری۔ ۸:۔ ذکوان بن عبدقیس الزرقی۔ ۹:۔ رافع بن مالک الزرقی۔ ۱۰:۔ قطبہ بن عامر۔ ۱۱:۔ عتبہ بن عامر۔ ۱۲:۔ عویم بن ساعدہ، رضی اللہ عنہم۔

۲۱:.... اسی سال، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر القرشی العبدری رضی اللہ عنہ کو قرآنِ کریم پڑھانے اور نماز اور شرائعِ اسلام کی تعلیم کے لئے مدینہ بھیجا، انہوں نے بڑی جانفشانی سے تعلیم وتبلیغ کا فرض انجام دیا، یہاں تک کہ مدینہ میں گھر گھر اسلام کی روشنی پھیل گئی، (اس میں اختلاف ہے کہ) حضرت مصعبؓ پہلی بار، عقبہ کی دُوسری بیعت کے بعد مدینہ منوّرہ بھیجے گئے یا پہلی بیعت کے بعد؟ بعض نے دُوسرے قول کو راجح قرار دیا ہے، ۱۳ نبوّت میں حضرت مصعب رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ تہتر حضرات کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت عقبہ ثالثہ کی رات حاضر ہوئے، ان کا ذکر آگے آئے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی ہجرت سے پہلے دوبارہ مدینہ بھیجا اور ان کی دعوت وتبلیغ اور تعلیم وتدریس سے مدینہ میں اسلام خوب چمکا۔ جیسا کہ ۱۴ سنہ نبوّت میں جو ہجرت کا پہلا سال ہے، آئے گا۔

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

رمضان.... ماہِ قرآن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارے جانے کے ساتھ ہی انسانیت کے ارتقا کا سفر شروع ہوا، اس سفر کو روحانی معراج عطا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ نبوت جاری فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے منتخب بندے بھٹکی ہوئی انسانیت کی راہنمائی کا فریضہ احکامِ الٰہی کی روشنی میں ادا کرتے رہے۔ جب نبوت کے آخری تاجدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی تو خدائی پیغام بری نے کامل صورت اختیار کرلی۔ ہر حکم الٰہی کامل ومکمل ٹھہرا، ہر عبادت خداوندی کی تکمیل ہوئی اور رضائے باری تعالیٰ کا ہر طریقہ آخری قرار پایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر ہر نبی ورسول پر عبادت کا جو جو طریقہ نازل فرمایا تھا، ''نماز'' اس کی مکمل صورت ہے۔ راہِ خدا میں خرچ کرنے کا جو جو طریقہ ہر دور اور ہر زمانہ میں رائج تھا، ''زکوۃ'' اس کی کامل تصویر ہے۔ ہر نبی کی شریعت میں روزے کا جو حکم نازل ہوا تھا، ''ماہِ رمضان'' اس کی انتہا ہے، اور اپنے بندوں سے خطاب کا جو جو اسلوب خالق کائنات کا تھا، ''قرآن کریم'' اسے دوام عطا کرتا ہے۔ تمام انبیاء ورسل کی شریعتیں ''دینِ اسلام'' پر منتج ہوتی ہیں اور نبوت ورسالت کے تمام دریا خاتم النبیین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ''ختم نبوت'' کے سمندر میں سما جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا آخری دین اسلام اپنے آخری پیغمبر نبی مکرم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی آخری کتاب ''قرآن کریم'' کے ذریعے عطا فرمایا ہے۔ قرآن کریم ماہِ رمضان المبارک میں نازل ہوا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ أُنْزِلَ فِیهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ'' (البقرہ:۱۸۵) ''مہینا رمضان کا ہے جس میں نازل ہوا قرآن، ہدایت ہے واسطے لوگوں کے اور دلیلیں روشن راہ پانے کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی۔'' (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

اور شبِ قدر میں نزولِ قرآن کے بارہ میں ارشاد الٰہی ہے: ''اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ۔'' (القدر:۱) ''ہم نے اس کو اتارا شبِ قدر میں۔'' (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

ان دونوں آیات کریمہ سے نزول قرآن کا مہینا بھی متعین ہوجاتا ہے اور شب بھی، چنانچہ نزول قرآن کا مہینا رمضان ہے اور نزول قرآن کی شب لیلۃ القدر ہے۔ حضرت واثلہ ابن اسقعؓ کی روایت میں ہے: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحائف رمضان کی پہلی تاریخ کو نازل ہوئے ہیں، زبور اٹھارہ رمضان کو نازل ہوئی ہے، اور قرآن کریم چوبیس رمضان کو نازل ہوا ہے۔'' اور حضرت جابرؓ سے ابویعلیٰ اور ابن مردویہ نے یہ نقل کیا ہے کہ: ''زبور رمضان کی بارہ تاریخ کو، تورات چھ رمضان کو، اور انجیل اٹھارہ رمضان کو نازل کی گئی ہے۔'' نیز حضرت ابن عباسؓ کا قول یہ ہے کہ: ''لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر لیلۃ القدر میں پورا قرآن نازل کیا گیا تھا اور وہاں سے وقتاً فوقتاً تیئس برس میں موقع بموقع تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔'' حضرت ابن عباسؓ کا ایک قول یہ ہے کہ: ''آسمانِ دنیا پر بیت المعمور میں قرآن شریف رکھ دیا گیا تھا اور لوحِ محفوظ سے بیت المعمور میں اتارا جانا رمضان میں ہوا، پھر وہاں سے تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا، یہاں تک کہ تیئس سال میں پورا ہوا۔''

حضرت مجاہدؒ، ضحاکؒ اور حسن بن فضلؒ نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ: ’’شہر رمضان وہ ہے جس کے روزوں کی فرضیت کے بارہ میں قرآن نازل ہوا، جیسے کہا کرتے ہیں کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ آیت زکوٰۃ کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔‘‘ (کشف الرحمٰن از سحبان الہند مولانا احمد سعید دھلویؒ)

مندرجہ بالا تصریحات سے ماہِ رمضان میں نزول قرآن کا مسئلہ واضح ہوگیا۔ لہٰذا جب ’’رمضان؛ ماہِ قرآن‘‘ ہے تو اب اس کا تقاضا یہ ہے کہ اس مبارک مہینے میں تلاوتِ قرآن کا بہ کثرت اہتمام کیا جائے۔ قرآن کریم پڑھنا اور سننا یوں بھی بہت اونچا عمل ہے، چنانچہ مختلف روایات میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں حضرات سے الگ الگ مواقع پر فرمایا کہ: ’’مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ میں تم سے قرآن سنوں۔‘‘ چنانچہ دونوں احباب نے تقاضائے خداوندی اور رضائے پیغمبری سے تلاوتِ قرآن کریم فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔ جب کہ ماہِ رمضان میں اس عمل کی اہمیت یوں بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ نزولِ قرآن کی یادتازہ کرنے کا مہینا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس مہینے میں حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم کا دور فرمایا کرتے تھے اور ایک دوسرے کو قرآن کریم سنتے سناتے تھے۔ ہمارے اکابر میں سے امام ابوحنیفہؒ رمضان میں اکسٹھ قرآن کریم مکمل فرماتے تھے، ایک قرآن دن میں، ایک رات میں، اور ایک تراویح میں پڑھتے تھے۔ امام شافعیؒ اور امام بخاریؒ کا بھی یہی معمول نقل کیا گیا ہے۔ ہمارے شیخ المشائخ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ تیس قرآن کریم مکمل فرماتے تھے، یعنی روز ایک قرآن کریم مکمل پڑھتے تھے۔ عوام الناس کو بھی روزانہ تلاوتِ قرآن کی عادت ڈال لینی چاہئے، رمضان میں کم ازکم ایک سیپارہ تو روزانہ ضرور پڑھ لے، یہ کم ازکم درجہ ہے، ورنہ جتنا زیادہ ہمت عطا ہو اتنا ہی زیادہ پڑھنے کا اہتمام ہونا چاہئے۔ ایک مسلمان کو جوں ہی ذرا سی فرصت ملے فوراً تلاوت میں مشغول ہوجائے، حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ کا شعر ہے:

اب یہ عالم ہے ذرا بھی جب کبھی فرصت ہوئی — پھر وہی جانِ تمنا، پھر حدیثِ دل وہی

رمضان المبارک میں قرآن کریم کی تلاوت سننے کا ایک اہم ذریعہ ’’نمازِ تراویح‘‘ بھی ہے، جس میں مکمل قرآن کریم پڑھا اور سنا جاتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالقادر محدث دھلویؒ لکھتے ہیں: ’’اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کا مہینا اسی سے ٹھہرا کہ اس میں اترا قرآن، پس قرآن کی خدمت اس مہینے میں اول ہونی چاہئے۔ اسی سبب سے رسولِ خدا نے تقید کیا تراویح کا، اور آپ نے چند روز جماعت کرواکر پھر نہ کروائی کہ قرآن میں اشارات ہیں صریح فرض نہ ہوجائے۔‘‘ یعنی تراویح اس لئے فرض نہیں کی گئی کہ قرآن کریم میں اس کی صراحت نہیں، البتہ یہ نماز باعث اجروثواب ضرور ہے، چنانچہ حدیث نبوی کہ: ’’جو شخص رمضان کی راتوں میں قیام کرے، ایمان ویقین کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے یہاں سے ثواب کی امید ویقین رکھتے ہوئے اس کے گزشتہ گناہ معاف ہوجائیں گے۔‘‘ میں ’’رمضان کی راتوں میں قیام‘‘ سے مراد تراویح ہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تاکید اس لئے نہیں فرمائی کہ کہیں فرض نہ ہوجائے، البتہ اپنے عمل سے چند روز ادا فرماکر اس پر اپنی ’’سنت‘‘ ہونے کی مہر ضرور لگادی۔ آپ کے بعد صحابہ کرامؓ نے آپؐ کی منشا کو سمجھتے ہوئے اس کے سنت موکدہ ہونے پر اجماع واتفاق کرلیا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے مسجد میں ایک امام کے پیچھے پورے رمضان تراویح پڑھنے کے لئے امت کو کھڑا کردیا۔ امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ جب کوفہ آئے اور ادھر سے رمضان شروع ہوگیا تو مسجدوں میں تراویح کی جماعتوں کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: ’’عمرؓ! اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کو اس طرح منور کرے، جس طرح کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو منور کردیا۔‘‘ (معارفِ نبوی، ج:۲، ص:۳۲۴) غرض یہ کہ نماز تراویح ماہِ رمضان میں اہتمام قرآن کی ایک احسن صورت ہے، اس کے علاوہ بھی تلاوت قرآن کریم کا اہتمام ہم سب کو کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس رمضان سمیت زندگی کے ہر رمضان کی قدردانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور قرآن کریم کے ساتھ ہمارے تعلق کو مضبوط تر فرمادے، آمین! وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین

زکوٰۃ..... فضائل ومسائل

مولانا مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی

انسان کی دو چیزیں بڑی قیمتی ہیں، مال اور جان۔ انسان ان دونوں چیزوں سے حد درجے کی محبت کرتا ہے، اپنی جان کے بچاؤ اور حفاظت کے لئے نہ جانے کتنے جتن کرتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ: ”کل نفس ذائقة الموت“... ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے.... یہ جان بچ نہیں سکتی اور مال کے بارے میں فرمایا کہ: ”وانه لحبّ الخیر لشدید“... حقیقتاً انسان مال کی محبت میں بڑا سخت رہا ہے... گویا مال اور جان سے انسان کو فطرتاً محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے مومنین کے ساتھ ان دونوں چیزوں کا سودا کیا ہوا ہے:

”اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّةَ.....“

(التوبۃ:۱۱۱)

ترجمہ: ”ایمان والوں کی جان اور ان کے مال کو خرید کر اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلہ میں جنت جیسی قیمتی چیز کا وعدہ فرمایا ہے۔“

مومن جب اپنی جان اور اپنے مال کو اللہ کے نام پر وقف کردیتا ہے تو اس کا یہ عمل عبادت بن جاتا ہے۔ جان کی قربانی جانی عبادت شمار ہوتی ہے، جیسے: نماز، روزہ، حج اور جہاد کے لئے جان کو وقف کرنا اور مال کو اللہ کے راستہ میں قربان کرنا مالی عبادت بن جاتی ہے، جیسے: صدقہ و خیرات، زکوٰۃ اور قربانی کرنا۔ دونوں عبادتوں کا ذکر قرآن مجید میں جگہ جگہ کیا گیا ہے: ”واقیموا الصلوٰة واٰتوا الزکوٰة ۔“... اور تم قائم کرو نماز کو اور ادا کرو تم زکوٰۃ کو....

واقعۂ معراج کے موقع پر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بھرے انداز میں پوچھا کہ: اے میرے محبوب! آپ میرے لئے اس موقع پر کیا تحفہ لائے ہیں؟ تو ہمارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات“ ... اے میرے خالق و مالک! میری قولی، بدنی اور مالی جتنی بھی عبادات ہیں سب کی سب آپ کے لئے ہیں....

گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر جو قیمتی چیز اپنے خالق و مالک کے حضور ہدیہ پیش کی وہ جانی اور مالی عبادت تھی۔ اس کے بدلہ حق تعالیٰ شانہ نے سب سے زیادہ قیمتی چیز جو اپنے پیارے محبوب کو عنایت فرمائی وہ ہر طرح کی سلامتی، رحمت اور برکت تھی: ”السلام علیک ایها النبی ورحمة اللہ وبرکاته“ جب اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش میں دیکھا تو اللہ کے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین“ ہمارے اوپر اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی یہ سلامتی ہو۔

قرآن مجید میں ۳۳ مرتبہ ”واقیموا الصلوٰة واتوا الزکوٰة“ کا ذکر موجود ہے۔

زکوٰۃ کے فوائد اور برکات:

جیسا کہ ابھی ذکر ہوا کہ انسان کو مال سے طبعی طور پر محبت ہے۔ جب یہ محبت اور میلان اس پر غلبہ پالیتا ہے تو وہ کئی روحانی اور اخلاقی بیماریوں اور گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مثلاً مال و دولت کی حرص، لالچ وطمع، بخل دل میں گھر کر لیتا ہے، اسی طرح مال کا مصرف نیکی کی بجائے برائی کے راستے جیسے فحاشی، عریانی اور عیاشی میں ہوتا ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے والے مسلمان کو حق تعالیٰ شانہ ان تمام نقائص اور بیماریوں سے محفوظ کر لیتا ہے۔ زکوٰۃ کا مال دنیوی اور اخروی اجر وثواب کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

زکوٰۃ اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف سے جاری کردہ حکم ہے جو وجوب کا درجہ رکھتا ہے جس کا پورا کرنا ہر ذی استطاعت اور صاحبِ نصاب مسلمان پر ضروری ہے۔ جس طرح نماز کا ادا کرنا ہر مسلمان عاقل و بالغ پر فرض ہے، یہی حکم ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر زکوٰۃ ادا کرنے کا ہے۔ قابل فکر بات یہ ہے کہ ہم مسلمان دونوں فرائض میں سستی اور غفلت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اپنی من مرضی کرتے ہیں۔ مسلمانوں کا کثیر طبقہ فریضہ نماز سے غافل اور اپنے آپ کو مبرا سمجھتا ہے، اسی طرح زکوٰۃ کے بارے میں بھی اچھے خاصے دیندار حضرات بھی غافل ہیں۔ زکوٰۃ ادا کرنا بوجھ

محسوس کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ادائیگی زکوٰۃ کا اہتمام کرنا ہماری دنیوی اور اخروی ترقی کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے بھی اس غفلت کی طرف تنبیہ فرمائی ہے: ’’وَمَا لَکُمْ أَلَّا تُنفِقُوا فِيْ سَبِيلِ اللّٰہِ وَلِلّٰہِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ‘‘ (الحدید:۱۰) اللہ کا کس قدر احسان ہے کہ اس نے مال جیسی نعمت عطا فرمائی، یہ مال اسی کی عطا ہے اس کا دیا ہوا مال اسی کے راستہ میں دینا ہے:

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

زکوٰۃ ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ شانہ اپنے بندوں کو مختلف انعامات سے نوازتا ہے۔

(۱)... ’’إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔‘‘ (البقرہ:۲۷۷)

ترجمہ: ’’بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے، نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی ان کے لئے اجر ہے ان کے رب کے ہاں۔ نہ ان پر کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔‘‘

(۲)... ’’مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰہِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّئَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰہُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ‘‘ (البقرہ:۲۶۱)

ترجمہ: ’’مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو اللہ کے راستہ میں مثل اس دانہ کے ہے جو اگاتا ہے سات کونپلیں اور ہر کونپل میں سو دانے ہوتے ہیں....۔‘‘

گویا زکوٰۃ کی وجہ سے ملنے والا اجر وثواب سات سو گنا بڑھ جاتا ہے۔

(۳) ’’إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰہِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ۔‘‘ (فاطر:۲۹) زکوٰۃ کی وجہ سے ملنے والا اجر کبھی ختم نہ ہوگا، ہمیشہ باقی رہے گا۔

(۴) زکوٰۃ قبر میں عذاب سے بچاتی ہے۔

(۵) زکوٰۃ سے مال کی حفاظت ہوتی ہے۔

(بیہقی، شعب الایمان، کتاب الزکوٰۃ)

(۶) زکوٰۃ سے مال کا شر ختم ہوجاتا ہے۔

’’منادی زکوٰہ مالہ فقد ذہب عنہ شرہ۔‘‘

(۷) ’’اذا ادیت زکوٰہ مالک فقد قضیت ما علیک‘‘ (جب تو مالک کی زکوٰۃ ادا کردے پس تحقیق تو نے اپنا بوجھ پورا کردیا)۔‘‘

جو لوگ فریضۂ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے:

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں ان کے لئے وعیدیں ذکر کی گئی ہیں۔

(۱) ’’وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ۔‘‘... جو لوگ سونے چاندی کے خزانے جمع کرتے ہیں اور ان کو اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے۔ سو ان کو دردناک عذاب کی خبر دے دو....(التوبہ:۳۴،۳۵)

(۲) ’’سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ......۔‘‘ (آل عمران:۱۸۰)... عنقریب قیامت کے دن طوق پہنائے جائیں گے بسبب اس کے جو وہ بخل کیا کرتے تھے۔

(۳) سفر معراج کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ کچھ لوگ جنگل کی گھاس کانٹے، پتھر، انگارے سب کچھ کھا رہے ہیں، مگر پیٹ نہیں بھرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا۔ حضور! یہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے لوگ ہیں، ان کو قیامت تک یہی سزا ملے گی۔

(۴) ’’وَأَنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللّٰہَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔‘‘ (البقرہ:۱۹۵)

ترجمہ: ’’اور خرچ کرو تم اللہ کے راستے میں اور نہ ڈالو تم اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں، نیکی کرو تم بیشک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے نیکی کرنے والوں کو۔‘‘

یعنی خرچ کرنے سے برکت آئے گی۔ مال میں اضافہ ہوگا۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جو چیز بھی اللہ کے راستے میں خرچ ہوتی ہے، اس میں برکت اور اضافہ ہوتا ہے۔

جن جانوروں کی قربانی ہوتی ہے ہر سال اللہ تعالیٰ شانہ ان میں اضافہ فرمادیتے ہیں جیسے: گائے، بھیڑ اور بکریاں وغیرہ اور جن کی قربانی نہیں ہوتی وہ کم سے کم تر ہیں، حالانکہ وہ ذبح نہیں ہوتیں اور کٹتی نہیں۔ اسی طرح جو پانی بہتا ہے صاف شفاف اور تازہ رہتا ہے، کیونکہ وہ خرچ ہوتا ہے اور جو کھڑا رہتا ہے وہ بدبودار اور خراب ہوجاتا ہے۔ یہی مثال زکوٰۃ کے مال کی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ برکت ہی برکت ڈال دیتا ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال صاف ہوجاتا ہے میل کچیل نکل جاتی ہے۔

زکوٰۃ کی فرضیت:

زکوٰۃ ارکان اسلام میں سے اہم رکن ہے۔ اس کی فرضیت شریعت کے قطعی دلائل سے ثابت ہے۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم صراحتاً مذکور ہے۔

زکوٰۃ کا لغوی معنی پاکیزگی اور طہارت ہے، چونکہ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میں طہارت اور پاکیزگی آجاتی ہے، اس لئے شریعت نے مال

کی زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔زکوٰۃ نہ ادا کرنے پر سخت وعید اور عذاب کی خبر سنائی ہے۔

نصابِ زکوٰۃ:

سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ (۸۷.۴۷۹ گرام) اس شخص کے لئے ہے جس کے پاس صرف سونا ہو اور کوئی چیز (نقدی، چاندی یا مالِ تجارت) نہ ہو۔

چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ (۶۱۲.۳۵ گرام) اس صورت میں ہے کہ صرف چاندی ہو۔نقدی، سونا یا مالِ تجارت بالکل نہ ہو۔

اگر سونا یا چاندی کے ساتھ کوئی دوسرا مال بھی ہے، مثلاً مالِ تجارت یا نقدی خواہ ایک روپیہ ہی ہو تو سارے مال کی قیمت لگائی جائے گی، اگر سب کی مالیت چاندی کے نصاب یعنی ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر قیمت ہوجائے تو وہ صاحبِ نصاب ہے۔یعنی اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔(بدائع:۲/۴۱۱)

مسئلہ: عموماً عورتوں کے پاس سونے یا چاندی کے زیورات نصاب کے وزن سے کم ہوتے ہیں، لیکن ان کے پاس کچھ نہ کچھ تھوڑی بہت نقدی بھی ہوتی ہے جو چاندی کے نصاب کی قیمت کے برابر پہنچ جاتی ہے۔عورتیں ان زیورات کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتیں جو کہ ان پر فرض ہوتی ہے۔

مسئلہ: عورت کے پاس نصاب زکوٰۃ کے برابر اگر زیورات ہوں یا اتنی قیمت کی نقدی ہو تو اس عورت پر ہی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے، نہ کہ شوہر پر۔اگر عورت اپنے زیورات کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتی تو گناہگار ہوگی اور اگر شوہر عورت کی اجازت سے اس کی زکوٰۃ ادا کردے تو ادا ہوجائے گی۔

مسئلہ: زیورات یا مالِ تجارت کی زکوٰۃ موجودہ قیمت فروخت کے مطابق ہوگی نہ کہ قیمت خرید پر یعنی اس دن جو مارکیٹ کی قیمت فروخت ہوگی۔

زکوٰۃ ادا کرتے وقت نیت کرنا:

زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت نیت زکوٰۃ ہونا ضروری ہے۔اگر زکوٰۃ کی رقم الگ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرلی جائے تو وہ کافی ہے۔اگر کسی کو قرض یا ہدیہ وغیرہ دیا تھا بعد میں زکوٰۃ کی نیت کرلے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔(ہندیہ:۱/۱۷۰)

تجارت کی نیت سے خریدی گئی دکان یا مکان پر زکوٰۃ:

اگر کسی شخص نے مکان یا دکان یا کوئی پلاٹ اس نیت سے خریدا کہ اس کو فروخت کرکے نفع حاصل کروں گا تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی، جو بھی چیز بیچنے کی نیت کے ساتھ خریدی جائے اور تاحال یہ نیت باقی ہو تو وہ مال تجارت کے حکم میں ہے۔(ہندیہ:۱/۱۷۹)

کرائے کے مکان، دکان یا گاڑی پر زکوٰۃ:

اگر کسی شخص نے مکان یا دکان (کوئی بھی مشینری) کرائے پر دی ہوئی ہو تو ان چیزوں پر زکوٰۃ واجب نہیں، بلکہ دکان یا گاڑی کے کرائے کی آمدنی کو نصابِ زکوٰۃ میں شامل کرکے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔(ہندیہ:۱/۱۸۰)

ادائیگی زکوٰۃ قمری مہینے کے مطابق متعین کرنا چاہئے:

زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے قمری مہینے کے مطابق حساب لگایا جائے، جو شخص قمری مہینے کی جس تاریخ کو صاحبِ نصاب ہوا ہے اس کو یاد رکھنا چاہئے اور اسی تاریخ کے مطابق زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے۔شمسی مہینوں کے مطابق زکوٰۃ ادا کرنا جائز نہیں ہے۔(ہندیہ:۱/۱۷۵)

بہت سے لوگ اپنی مرضی سے مہینہ مقرر کر کے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، جیسے شعبان یا رمضان کا مہینہ، اکثر لوگ شعبان یا رمضان میں ہی زکوٰۃ کا حساب کتاب کرتے ہیں اور انہی دو مہینوں میں زکوٰۃ ادا کرنے کو باعث اجر وثواب سمجھتے ہیں۔زکوٰۃ کی ادائیگی کا یہ طریقہ درست نہیں ہے۔سال کے دوران جس مہینے میں صاحبِ نصاب بنا ہو اسی مہینے اور اسی متعین تاریخ کو حساب کرنا چاہئے اگرچہ زکوٰۃ کی ادائیگی شعبان یا رمضان میں کردی جائے۔

مصارفِ زکوٰۃ:

زکوٰۃ کے مستحق غریب غربا، مساکین، یتیم اور محتاج لوگ ہوتے ہیں: ”إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ“ (التوبہ:۶۰) خاص کر قریبی رشتہ دار جو محتاج اور ضرورت مند ہوں۔

اپنے ماں، باپ اور اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔اسی طرح شوہر اور بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

صاحبِ نصاب شخص کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

آل رسول، سیّد اور سادات کو بھی زکوٰۃ نہیں دی جائے گی۔تحفہ یا ہدیہ سے مدد کی جائے گی۔اپنے بھائی، بہن، چچا، بھتیجے، بھانجے کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ہاشمی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

سب سے بہتر مصرف:

سب سے بہتر زکوٰۃ کا مصرف دین دار اقربا اور رشتہ دار ہیں جبکہ مستحق زکوٰۃ ہوں اور تعلیم دین میں مشغول ہوں۔اس سے رشتہ داری اور دین کی اشاعت کی رعایت ہوسکتی ہے۔اسی طرح دینی مدارس کے طلبا اور دینی ادارے جو دین کی خدمت میں کوشاں ہیں۔ان کو زکوٰۃ دینا جائز اور زیادہ بہتر ہے، اس سے دوہرا اجر ملے گا۔☆☆

موجودہ ملکی حالات کی بہتری کے لئے

ایک جامع اور مسنون دعا!

خطاب: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
(گزشتہ سے پیوستہ)
ضبط وتحریر: مولانا مفتی راشد حسین صاحب

وطنِ عزیز کو میسر شدہ وسائل اور ہمارے موجودہ حالات:

یہ دعائیں ہمارے لئے ایک سبق ہوتی ہیں، چنانچہ اس دعا کی روشنی میں آج اگر ہم اپنے حالات کا جائزہ لیں تو ۔اللہ تعالیٰ ناشکری سے بچائے۔ ہمارے حالات جو ہیں وہ اِس کے بالکل برعکس ہیں۔ زمین میں برکت نظر نہیں آرہی، زمین میں جائز زینت نظر نہیں آرہی، کوڑا کباڑ پھیلا ہوا ہے، امن وسکون مفقود ہے۔قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے، ہرطرف چوری ڈاکے ہورہے ہیں۔

اس دعا میں یہ جوفرمایا ہے کہ: یااللہ! آپ نے جو کچھ مجھے دیا ہے، اُس کی برکت بھی عطا فرمایئے۔اس لحاظ سے آپ دیکھیں تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے اِس ملک کو اتنا کچھ دیا ہوا ہے کہ جس کی کوئی حدوانتہا نہیں۔قدرتی وسائل کے اعتبار سے دیکھو تو اتنے وسائل شاذ و نادر ہی کسی ملک کو ملتے ہیں جتنے اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو عطا فرمائے ہیں۔صحرا اس میں ہیں، سمندر اس میں ہیں، دریا اس میں ہیں، پہاڑ اس میں ہیں، خوبصورت مناظر اس میں ہیں۔ افرادی قوت کے اعتبار سے یا صلاحیتوں کے اعتبار سے دیکھو تو کیسے کیسے ذہین لوگ اللہ تعالیٰ نے یہاں سے پیدا کیے ہیں، جنہوں نے دوسرے ملکوں کو جگمگایا ہوا ہے۔ امریکا میں جتنے زیادہ ماہر ڈاکٹر پاکستانی ڈاکٹر ہیں، اتنے وہاں کے مقامی (Native) ڈاکٹر نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے ساری دنیا میں جانے کا موقع عطا فرمایا ہے، میں نے دیکھا ہے کہ جیسے پھل ہمارے ہاں پیدا ہوتے ہیں، اس کی نظیر کسی بڑے سے بڑے ملک میں نظر نہیں آتی۔سیب کتنی قسم کے ہوتے ہیں، انار کتنی قسم کے ہوتے ہیں، آم کتنی قسم کے پیدا ہوتے ہیں۔دوسرے ممالک میں سے اگر کسی ملک میں سیب پیدا ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں تو سیب پیدا ہوتا ہے، حالانکہ وہ بھی بے ذائقہ اور کھٹا ہوتا ہے، لیکن اس پر بھی وہ فخر کرتے ہیں۔ میں ایک ملک میں گیا تو انہوں نے بڑے اہتمام سے بتایا کہ ہمارے ہاں کیلا پیدا ہوتا ہے، آپ دیکھیں ہمارے ہاں الحمدللہ پھلوں کی کس قدر فراوانی ہے۔ ہمارے ہاں خربوزے کی کتنی قسمیں ہیں، اور سنگترے کی کتنی قسمیں ہیں۔ انگریزی میں ایک ہی لفظ ہے اورنج، جبکہ ہمارے ہاں چاہے اسے سنگترہ کہہ لو، چاہے موسمبی کہہ لو، چاہے مالٹا کہہ لو، چاہے اسے فروٹر کہہ لو۔ایک ہی پھل کی کتنی اقسام ہیں اور ہیں بھی اس قدر سستی۔ابھی کچھ لوگ ہمارے یہاں امریکہ سے آئے ہوئے تھے تو وہ کہنے لگے کہ یہاں تو یہ چیزیں مفت مل رہی ہیں۔غرض اللہ تعالیٰ نے وسائل اتنے بے شمار دیے ہیں لیکن پھر بھی معاشی اعتبار سے ہم بد حال ہیں اور سیاسی اعتبار سے ہم بحرانوں کا شکار ہیں۔ امن و امان کے اعتبار سے ہمارے ہاں برا حال ہے دہشت گردی کا طوفان مسلط ہے۔

ملکی حالات پر تبصروں کے بجائے دعا پر توجہ دیں:

آج ہم لوگ بیٹھ کر اپنی مجلسوں میں ان باتوں پر تبصرے تو بہت کرتے ہیں کہ حکومت نے یہ کر دیا، فلاں پارٹی نے یہ کر دیا۔ سیاست دان ایسے خراب ہیں، حکومت میں یہ خرابیاں ہیں، قتل و غارتگری ہورہی ہے، مہنگائی بڑھ رہی ہے، فلاں جگہ نوجوان قتل ہوگیا، فلاں جگہ کسی بچی کو اغوا کرلیا گیا ہے۔سارے واقعات ہم آپس میں بیان کرتے ہیں اور ان پر تبصرے بھی کرتے ہیں ہماری مجلسیں ان سے بھری ہوئی ہیں۔ سیاست میں بھی ہر انسان بزعمِ خود قابل بن کر اپنی آراء سے دوسروں کو نوازتا رہتا ہے اور ہماری مجالس میں دن رات سیاسی موضوعات پر بحثیں ہوتی رہتی ہیں کہ فلاں صحیح ہے، فلاں غلط ہے، لیکن جتنا وقت ہم ان مشغلوں میں صرف کررہے ہیں، اگر اس وقت یہ دعا مانگنے کا اہتمام کرلیں کہ:

’’اے اللہ! میرے ملک کو برکت عطا فرما، میرے ملک کو زینت عطا فرما، میرے ملک کو امن وامان عطا فرما۔ جو چیزیں آپ نے عطا فرمائی ہیں ان میں برکت عطا فرما اور جو نہیں عطا فرمائیں ان کے بارے میں ہمیں

فتنہ میں نہ ڈالئے گا۔‘‘

تو کیا پتہ کس کی دعا اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں جا کر قبول ہو جائے اور ہمارے حالات بہتر ہو جائیں۔

سیاسی تبصروں کے لایعنی مشغلے کا نقصان:

جتنا وقت ہم آپس میں بیٹھ کر تبصروں میں صرف کرتے ہیں، اگر اتنا وقت ہم اللہ تعالیٰ سے مانگنے میں صرف کر دیں تو اس سے کس قدر فوائد حاصل ہوں گے اور کس قدر نقصانات سے ہم بچ جائیں گے۔ پہلی تو بات یہ ہے کہ یہ جو تبصرے ہو رہے ہیں، یہ ایک لایعنی قسم کا کام ہے، اس لیے کہ کیا ہمارے تبصروں سے اصلاح ہو سکتی ہے؟ کیا ہمارے تبصروں سے حالات کچھ بہتر ہو سکتے ہیں؟ کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہماری قدرت میں تو کچھ بھی نہیں ہے کہ ہم حالات کو بدل سکیں، ہماری اپنی زندگی ایک محدود زندگی ہے، اسی محدود زندگی کے اندر ہمارے اختیارات ہیں اور اس سے باہر ہمارا کوئی اختیار نہیں، لہٰذا محض تبصرے کرنا اور اصلاح کی کسی کوشش کی طرف دھیان نہ دینا سوائے وقت ضائع کرنے کے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے، اور وقت ضائع کرنے کو اگر میں گناہ نہ کہوں تو وقت کو اس قسم کے کاموں میں ضائع کرنا کم از کم انتہائی ناپسندیدہ ضرور ہے۔

حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهُ مَا لَا یَعْنِیهِ۔‘‘ (الترمذی:2317)

یعنی انسان کے اچھا مسلمان ہونے کا اہم ایک جزو یہ ہے کہ وہ لایعنی باتوں اور ایسی چیزوں کو چھوڑ دے، جن کا دنیا اور آخرت میں کوئی فائدہ نہیں۔

تبصروں کے بجائے دعاؤں میں مشغول ہونے کے فوائد:

اگر حالات کی اصلاح کرنا کسی آدمی کے بس میں ہو، پھر تو اس کے ذمہ واجب ہے کہ وہ اصلاح کرنے کے لئے کوشش کرے، لیکن جب کسی کے بس میں نہیں ہے تو پھر صرف تبصروں میں لگے رہنا وقت ضائع کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ان تبصروں کا ایک نقصان تو یہ ہے کہ وقت ضائع ہو رہا ہے اور اس کے علاوہ بھی ان کی وجہ سے کئی خرابیاں لازم آ جاتی ہیں، لہٰذا اگر ہم جتنے وقت تبصروں میں ضائع کر رہے ہیں، اس وقت کو یا اس کے کم از کم کچھ حصے کو اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا مانگنے میں صرف کر دیں تو اس کا سب سے پہلا فائدہ تو یہ ہوگا کہ دعا بذاتِ خود عبادت ہے اور اجر وثواب کا باعث ہے۔ لایعنی تبصروں اور باتوں میں فضول وقت ضائع ہو رہا تھا، اب آپ نے اس کا رخ موڑ کر عبادت کی طرف کر دیا تو یہ بذاتِ خود ایک عظیم فائدہ حاصل ہو گیا۔ دعا چاہے دنیاوی کاموں کے لیے کی جا رہی ہو، تب بھی عبادت ہے۔ اگر آدمی اپنے رزق کے لیے دعا کرے، ذاتی خوشحالی کے لیے دعا کرے، ملک کی خوشحالی کے لیے دعا کرے تو یہ بھی عبادت ہے لہٰذا پہلا فائدہ تو فوراً نقد حاصل ہو گیا، یعنی لایعنی کام سے بچ کر ایک عبادت کی طرف متوجہ ہو گئے۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہر فرد اس کو اپنا معمول بنا لے کہ وہ اپنے ملک کے لیے، اپنی قوم کے لئے، حالات کی بہتری کے لئے دعا کرے تو یہ ملک وقوم کے ساتھ خیر کی بات ہوگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع ہوگی اور ملک وقوم کے لئے دعا کا سب سے بہترین فارمولا خود رسول کریم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں بیان فرمادیا کہ:

’’اَللّٰھُمَّ ضَعْ فِي أَرْضِنَا بَرَكَتَهَا، وَزِينَتَهَا، وَسَكَنَهَا وَلَاتَحْرِمْنِیْ بَرَكَةَ مَا اَعْطَيْتَنِیْ وَلَاتَفْتِنِیْ فِيمَا اَحْرَمْتَنِیْ۔‘‘

اگر ہم میں سے ہر شخص اس دعا کا اہتمام کرتا رہے تو معلوم نہیں کہ کس کی دعا اللہ تبارک وتعالیٰ قبول فرمالیں اور ہمیں برکتیں عطا فرمادیں۔ جب حالات کی اصلاح کسی کے بس میں نہیں ہے تو پھر نجات کا واحد راستہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے مانگا جائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے مانگنے کے نتیجے میں یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ میرے مانگنے سے کیا ہوگا؟ اور تنہا میری دعا کیا پہاڑ توڑ دے گی؟ کچھ پتہ نہیں ہے کہ اللہ جل جلالہ اپنے کسی بندے کی کس وقت کی دعا قبول فرما کر حالات میں انقلاب لے آئیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ورحمت سے کچھ بعید نہیں کہ وہ دعاؤں کو قبول فرمالیں۔ بزرگوں نے یہ فرمایا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ جب کبھی کوئی دعا مانگو اور جس بات کی دعا کی تھی وہ اللہ تعالیٰ پوری کروا دیں تو یہ سمجھا کرو کہ یہ میری دعا سے ہوا ہے۔ اس بات کو دل میں تازہ کیا کرو کہ میں نے دعا کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی۔ اگر چھوٹی سے چھوٹی بات بھی دعا میں مانگی اور وہ وجود میں آ گئی سمجھو کہ اللہ نے میری دعا کی وجہ سے کیا ہے۔ اس سے حوصلہ بڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کا داعیہ مزید تقویت پاتا ہے۔

دعا کے مشورے پر مذاق اڑانے کا غلط طرزِ عمل:

افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ یہ جو میں دعا کا مشورہ دے رہا ہوں کہ ان حالات میں اللہ

تعالیٰ سے مانگنے کا اہتمام کریں، اب بجائے اس کے کہ لوگ اس پر عمل کریں، لوگ اس کا مذاق اڑانا شروع کر دیتے ہیں کہ صاحب! یہ مولوی ملا صاحبان تو بس دعا درود پر یقین رکھتے ہیں اور عملی کام تو کرتے نہیں، حالانکہ میں نے ابھی عرض کیا کہ جس کے بس میں اصلاح کی کوئی شکل ہو، بے شک اس کے ذمے واجب ہے کہ وہ اصلاح کی کوشش کرے، لیکن عام آدمی بیچارا جس کے بس میں کچھ نہیں ہے، اس کے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے کہ وہ اللہ جل جلالہ سے رجوع کرے۔ اگر وہ یہ بھی نہ کرے تو اس کا معنی یہ ہے کہ اس کو صرف اپنی ذات سے غرض ہے اور ملک وقوم کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں سعی و عمل کا بھی حکم دیا ہے، لیکن یہ بقدرِ استطاعت ہے، جب استطاعت میں کچھ نہ ہو تو انسان کے لیے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ باری تعالیٰ کی طرف رجوع کرکے اللہ تعالیٰ سے مانگے۔ غزوہ بدر کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین سو تیرہ نہتے صحابہ کرام تھے، جن کے پاس دو گھوڑے اور آٹھ تلواریں جبکہ دوسری طرف 1000 افراد کا مسلح لشکر تھا۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے میں پڑ کر اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ سے مانگا کہ: ”یا اللہ! آپ کی چھوٹی سی جماعت یہ ہلاک ہو گئی تو کوئی آپ کی عبادت کرنے والا دنیا میں نہیں رہے گا۔“ (مسلم:1763)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رو رو کر دعا کی تو اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے کیسی فتحِ مبین عطا فرمائی۔ کفار کے ستر بڑے بڑے سردار مارے گئے اور ستر افراد قید کرکے لائے گئے۔ یہ کہاں سے ہوا؟ یہ سب دعا سے ہوا، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی اور فرشتے بھیج دیئے اور اللہ تعالیٰ نے فتحِ مبین عطا فرمائی، ایسی فتح جسے قرآنِ کریم نے یوم الفرقان یعنی حق وباطل کا فیصلہ کن معرکہ قرار دیا ہے۔ تلواریں تو آٹھ تھیں گھوڑے تو دو تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے وسائل کی کمی کے باوجود نواز دیا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اگر دعا پر یقین ہی نہ ہو یا۔ العیاذ باللہ۔ دعا کا مذاق اڑایا جائے تو اللہ بچائے، اس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بجائے، اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لیے میں عرض کرتا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا ہم سب کو یہ سبق دے رہی ہے کہ تم اپنی قوم، اپنے وطن اور اپنی سرزمین کے لئے دعا کیا کرو اور فضول تبصروں میں وقت گزارنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو، اس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ حالات بدل جائیں۔

بند راستوں میں رجوع الی اللہ کی صورت میں امید کی کرن:

بعض اوقات ظاہری طور پر ایسا لگتا ہے کہ سارے راستے بند ہیں اور نکلنے کیلئے کوئی سوراخ، کوئی رخنہ نظر نہیں آتا، لیکن جو ذات ساری قوتوں پر بڑی قوت رکھتی ہے وہ راستہ پیدا کر دیتی ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں:

گرچہ رخنہ نیست عالم را پدید
خیرہ یوسف وار می باید دوید

گرچہ عالم میں کوئی راستہ نظر نہیں آتا، مگر یوسف علیہ السلام کی طرح بھاگنا چاہئے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا نے قید کیا اور دروازوں پر تالے ڈال دیے تو بظاہر بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا، لیکن انہوں نے دو کام کئے؛ ایک تو اپنی سی کوشش کرکے دروازوں تک بھاگے اور دوسرے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دروازے کھول دیئے اور باہر نکلنے کا راستہ پیدا کر دیا۔

اللہ کی عظیم قدرت اور افغانستان کی مثال:

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ یہ جو بار بار فرماتے ہیں کہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں، تو کیا اللہ تعالیٰ یہ محض اپنی تعریف کے لئے کہہ رہے ہیں؟ ایسا نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ اس لئے کہہ رہے ہیں کہ تم اس کی قدرت کو پہچانو اور اس کی رحمت سے مانگو کہ یا اللہ! میں ان حالات میں مبتلا ہو گیا ہوں، یا اللہ! اپنی رحمت سے مجھے ان حالات سے نکال دیجیے۔ اگر مشکل حالات میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں گے تو کوئی بعید نہیں ہے کہ ایک دم سے انقلاب آجائے ایک دم سے کایا پلٹ جائے۔

افغانستان کی مثال سامنے ہے۔ افغانستان میں دنیا کی سب سے زیادہ عظیم طاقتیں برسوں تک حملہ آور رہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے انہیں ناکام و نامراد لوٹا دیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ افغانیوں نے جدوجہد کی بھی حد کر دی، قربانیاں بھی بے شمار دیں، لیکن وہ جدوجہد اس زبردست ساز وسامان کے مقابلے میں کیا حقیقت رکھتی تھی جو دشمنوں کو حاصل تھا۔ لیکن اس جدوجہد کے ساتھ ساتھ انہوں نے دعا کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے مایوس نہیں ہوئے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا کو وہ صورتِ حال دکھائی جو ناقابلِ یقین ہے۔ ان

دعاؤں نے کایا پلٹ دی اور دنیا انگشت بدنداں اور حیران رہ گئی۔ کوئی تصور کرکے دیکھے کہ کس طرح ساری دنیا کی فوجیں ایک طرف اور یہ بیچارے نہتے افغان ایک طرف! لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں فتحِ مبین عطا فرمائی اور دنیا کی عظیم طاقتوں کو شکست سے دوچار کیا، تو اس میں کوئی شک نہیں کہ جس کے اختیار میں کوئی جدوجہد ہو تو جدوجہد بھی ضروری ہے لیکن اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے رجوع بھی ضروری ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی اپنی قدرت سے بند راستوں میں امید کی کرن پیدا کرنے والے ہیں۔

مسنون دعاؤں کے مخصوص الفاظ کے ذریعے مانگنے کی اہمیت:

میرے بھائیو بہنو! سب سے عرض یہ ہے کہ اس دعا کو اپنا وظیفہ بنالیں، کوئی نماز اس دعا سے خالی نہ رہے کہ اے اللہ ہمارے ملک کے حالات بہتر فرمادیجئے۔ یہ دعا مناجاتِ مقبول میں پیر کی منزل کی دوسری دعا ہے۔ اگر یہ خاص دعا انہی الفاظ میں یاد کرلی جائے تو زیادہ بہتر ہے، اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ کی اپنی خاصیت ہے، لہٰذا اس کو انہی الفاظ کے ساتھ یاد کرلیں اور انہی الفاظ سے مانگا کریں۔ میں تمام بہن بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اس کا اہتمام کریں۔ یہ میں انہی الفاظ کے ساتھ یاد کرنے کا اس لئے کہہ رہا ہوں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ بذات خود بابرکت ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو بلاکر یہ کہا کہ جب تم سونے کے لئے بستر پر جایا کرو تو سب سے آخر میں یہ کہہ دیا کرو:

’’اَللّٰھُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِی إِلَیْکَ، وَوَجَّھْتُ وَجْھِی إِلَیْکَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِی إِلَیْکَ، وَأَلْجَأْتُ ظَھْرِی إِلَیْکَ، رَغْبَةً وَرَھْبَةً إِلَیْکَ، لاَ مَلْجَأَ وَلاَ مَنْجَا مِنْکَ إِلَّا إِلَیْکَ، آمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِی أَنْزَلْتَ، وَبِنَبِیِّکَ الَّذِی أَرْسَلْتَ۔‘‘ (صحیح البخاری:6315)

ترجمہ: ’’اے اللہ! میں نے اپنی جان کو تیرا فرمانبردار بنادیا، اپنا کام تیرے سپرد کردیا، اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کرلیا، اپنی کمر تیرے لئے جھکا دی، تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے، نہ تجھ سے بھاگ کر جانے کی کوئی پناہ ہے نہ تیرے سوا کہیں راہِ نجات ہے۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جسے تونے نازل کیا اور تیرے اس نبی پر ایمان لایا جسے تونے بھیجا۔‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ دعا سکھا کر فرمایا کہ اب ذرا مجھے سناؤ، تو انہوں نے جب سنائی تو اس میں بِنَبِیِّکَ الَّذِی أَرْسَلْتَ کے بجائے بِرَسُولِکَ الَّذِی أَرْسَلْتَ کہہ دیا۔ اس لیے نبی اور رسول کے ایک ہی جیسے معنی ہیں، لہٰذا زبان سے یہی نکل گیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، جو میں نے کہا اس طرح کہو، حالانکہ اس سے معنی میں کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نبی بھی ہیں اور رسول بھی ہیں، لیکن آپ نے فرمایا کہ چونکہ میں نے بِنَبِیِّکَ کا لفظ بولا تھا تو وہی لفظ یاد کرو اور انہی لفظوں سے یہ دعا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے جو کلمہ نکلا، اس میں جو برکت اور خیر ہے وہ کسی اور چیز میں نہیں ہوسکتی، لہٰذا اگر انہی الفاظ کے ساتھ ہم اپنے ملک و ملت کے لیے دعائیں مانگ رہے ہوں تو زیادہ بہتر ہے اور جب تک یاد نہ ہو اس وقت اپنی زبان میں اللہ تعالیٰ سے مانگیں کہ یااللہ! آج کل ہم بری طرح بحرانوں میں گرفتار ہیں، یااللہ! اپنی رحمت سے ان بحرانوں کو دور فرما دیجئے اور ہمارے لیے رستے نکال دیجیے۔ یہ ہماری شامتِ اعمال ہے جو ہم پہ مسلط ہے، اے اللہ! اس شامتِ اعمال کو دور فرما دیجئے۔ ہماری مغفرت فرما دیجئے اور اپنے فضل وکرم، اپنی قدرت کاملہ سے، اپنی رحمتِ واسعہ سے ہمارے لیے امن وسکون کا، عافیت و اطمینان کا راستہ پیدا فرمادیجئے۔ قتل وغارتگری اور دہشت گردی ہم سے دور فرما دیجئے۔ یہ چوری ڈاکے ہم سے دفع فرما دیجئے، سیاست دانوں کی آپس کی لڑائیاں ختم کروادیجیے اور سب کو ہمارے ملک وملت کی بہتری پر متفق فرمادیجئے۔

مسلمان کا رب کے در کے سوا کوئی ٹھکانہ نہیں:

اگر سارے مسلمان یہ دعائیں مانگیں گے اور یہی کام شروع کردیں گے تو میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے پوری امید رکھتا ہوں کہ ان شاء اللہ دروازہ کھلے گا۔ بعض اوقات کسی دعا کے قبول ہونے میں کچھ وقت لگ جاتا ہے، لیکن آدمی کو ہمت ہار کے نہیں بیٹھنا چاہیے، مانگتے رہیں مانگتے رہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرمالیں۔ میں نے آپ کو پہلے بھی واقعہ سنایا تھا مولانا رومیؒ نے مثنوی میں ذکر کیا ہے کہ ایک بزرگ تہجد کے لیے اٹھا کرتے تھے، ایک مرتبہ اٹھے اور وضو کرکے نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو غیبی آواز آئی کہ نہ تیری نمازیں قبول ہیں، نہ تیرے

روزے قبول ہیں، نہ تیرا وضو قبول ہے، نہ تیری تہجد قبول ہے۔ یہ آواز سنی اور سیدھا مصلے پہ جاکے اپنی نماز شروع کردی، ان کا جو مرید تھا اس کو بتایا ہوگا یا اس نے آواز سنی ہوگی تو اس نے کہا کہ حضرت! آپ کو تو یہ آپ کا انجام بتا دیا گیا کہ کچھ قبول نہیں ہے، تو پھر آپ کیوں نماز پڑھ رہے ہیں؟ تو اس پر انہوں نے کہا کہ اگر کوئی اور دروازہ ہو تو بتاؤ، میں وہاں چلا جاؤں! میرے پاس تو ایک ہی دروازہ ہے، وہ مانے یا نہ مانے، قبول کرے یا نہ کرے، جانا تو مجھے وہیں ہے۔ یہ کہا تو پھر آواز آ گئی:

قبول است گرچہ ہنر نیستت

کہ جز ما پناہ دگر نیستت

ترجمہ: ''اے شخص! تیرا سب کچھ قبول ہے، اگرچہ تیرا ہنر اس قابل نہیں کہ اسے قبول کیا جائے، لیکن پھر بھی ہم قبول کرتے ہیں، یوں کہ میرے در کے سوا تیرا کوئی اور ٹھکانہ نہیں ہے۔''

یہ حقیقت میں امتحان تھا، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزمائش میں ڈالتے ہیں، امتحان بھی لیتے ہیں کہ آیا اس کے ذوق میں کچھ کمی آتی ہے کہ نہیں؟ جب صحیح جواب دل میں آ گیا کہ اگر کوئی اور در ہو تو وہاں چلا جاؤں، تو پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چل تیرا سب کچھ قبول ہے۔ لہٰذا مسلمان کا وہی ٹھکانہ ہے اور اسی سے مانگنا چاہیے۔ یہ جو دعا ہوتی ہے اس میں اگرچہ بعض اوقات کچھ دیر بھی لگتی ہے، لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ دعائیں بے کار جا رہی ہیں۔ بذاتِ خود عبادت ہونے کی وجہ سے دعا پر اجر وثواب تو فوری مل جاتا ہے، اور پھر اگر آدمی تھکے ہارے نہیں اور یہ سوچے کہ میرے پاس کوئی اور دروازہ ہی نہیں ہے جہاں میں جا کر مانگ سکوں تو پھر اللہ تعالیٰ اپنی قبولیت سے بھی نواز دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرما دے۔

موجودہ ملکی حالات میں اس دعا کو اپنا وظیفہ بنانے کی ضرورت:

میرے بھائیو اور بہنو! میں یہ بات بڑے دردِ دل سے کہہ رہا ہوں، کہ ہر شخص اس دعا کو اپنا وظیفہ بنائے اور اپنی دعاؤں میں اس کو شامل رکھے۔ اپنے ملک وملت کے لئے، اپنے حالات کی بہتری کے لئے، سیاسی ومعاشی بحرانوں سے نکلنے کے لئے، اپنی سرزمین میں برکت، خوشنمائی اور امن وسکون حاصل کرنے کے لئے اس دعا کو زبانی یاد کرلینا چاہیے اور مانگنے کا اہتمام کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمادے، ہمارے حال پر رحم فرمائے، ہماری شامتِ اعمال کو اپنے فضل وکرم سے دور فرمادے، ہماری مغفرت فرمادے اور ہمارے حالات کو بدل دے۔ وصلی اللہ علیٰ خیرِ خلقہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔☆☆

حافظ محمد اسماعیلؒ، بہاولپور

مرحوم نے قرآن پاک حفظ مدرسہ خدام القرآن میراں شاہ صادق آباد سے کیا اور بہاولپور یونیورسٹی جو اس وقت جامعہ عباسیہ کے نام سے مشہور تھی سے علامہ کی ڈگری حاصل کی۔ حافظ کے نام سے مشہور رہے، لیکن اپنے علامہ ہونے کا کبھی اظہار نہیں کیا۔ ۱۹۷۸ء تا ۱۹۹۶ء تک جامع مسجد الصادق کے قریب بریانی اور زردہ کی دیگ لگا کر بچوں کا پیٹ پالتے رہے۔ ایک عرصہ تک جمعیت علمائے اسلام سے وابستہ رہے۔ جنوبی پنجاب کے معروف خطیب مولانا محمد لقمان علی پوریؒ جب بھی بہاولپور تشریف لاتے، حافظ صاحب کو میزبانی کا شرف بخشتے۔ جب سپاہ صحابہ کے نام سے تنظیم معرض وجود میں آئی تو اس میں شامل ہوگئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ایک عرصہ تک جامع مسجد الصادق میں یکم تا ۱۶/ رمضان المبارک تک درس قرآن وحدیث منعقد ہوتے رہے، اس میں بلاناغہ شرکت کرتے۔ عقیدہ ختم نبوت کے محافظین کے بے لوث ورکر تھے، مجلس کی ہر کانفرنس، اجتماع، سیمینار میں شرکت فرماتے۔ چند سال قبل ان کا ایک نوجوان بیٹا مسعود احمد فوت ہوا، بہت ہی صالح نوجوان تھا، اس کی وفات کا صدمہ ان کی اہلیہ کو لے ڈوبا۔ تقریباً ایک سال قبل مرحومہ انتقال فرماگئیں۔ اہلیہ اور نوجوان بیٹے کی وفات کا صدمہ ان کے لئے جان لیوا ثابت ہوا۔ ۲۸/ نومبر ۲۰۲۲ء کو پیر کے دن ان کا انتقال ہوا، انہوں نے پسماندگان میں پانچ بیٹے اور چھ بیٹیاں سوگوار چھوڑے۔ استاذ العلماء مولانا مفتی عطاء الرحمٰن دامت برکاتہم کے حکم پر ان کی نماز جنازہ ان کے فرزند ارجمند مولانا حسنین معاویہ نے پڑھائی اور انہیں ملوک شاہ کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ راقم کو بہت دیر کے بعد اطلاع ہوئی۔ چنانچہ ۷/ فروری ۲۰۲۳ء کو ان کے فرزندان گرامی سے اظہارِ تعزیت کی اور مرحوم کی مغفرت کی دعا کی۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

سیّدۂ کائنات امّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

فضائل و مناقب

مولانا محمد قاسم رفیع، کراچی

اللہ تعالیٰ نے نوعِ انسانیت میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، پھر ان کی تنہائی اور وحشت دور کرنے کے لئے حضرت حوّا سلام اللہ علیہا کو پیدا فرمایا، مرد و عورت کے اس اولین جوڑے کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اتارا، اور ان دونوں سے نسلِ انسانیت کا ارتقا شروع ہوا۔ مرد و عورت کا یہ رشتہ روزِ اولین سے چلا آرہا ہے، اور باہمی محبت و مودت، ہمدردی و خیرخواہی، اور سفرِ حیات کے نشیب و فراز میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کے لئے یہ بے حد ضروری بھی تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے نسل انسانیت کے ساتھ ساتھ نبوت کا سلسلہ بھی جاری ہوا، جس کے آخری تاجدار خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ٹھہرے، اور حضرت آدم و حوّا سلام اللہ علیہا سے ازدواج کا جو تعلق قائم ہوا اس کی سنہری کڑی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین سیّدہ طیبہ طاہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جیسا خوبصورت اور لاثانی جوڑا ہے۔

مثل مشہور ہے کہ ہر کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ قطع نظر اس کی درستی کے، البتہ یہ ضرور ہے کہ ”عورت“ ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے روپ میں مرد کا جو سہارا بنتی ہے، اس کے گھر کے بوجھ کو اپنے کاندھوں پر اٹھا لیتی ہے، اسے بہت سی فکروں سے آزاد اور کئی جھمیلوں سے مطمئن کر دیتی ہے، یہ عناصر ضرور مرد کی کامیابی کے سفر کو آسان اور سہل کر دیتے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منصبِ نبوت کی اہم ذمہ داری عائد ہوئی اور آپ پہلی وحی کے نزول کے بعد گھر تشریف لائے تو یہ آپ کی زوجہ مطہرہ سیدہ خدیجۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی تھیں، جن کے تسلی آمیز کلمات نے آپ کی ڈھارس بندھائی اور ان کے حوصلہ افزا کلمات نے آپ کو امید دلائی تھی، پھر اپنے چچازاد بھائی حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کے پاس لے جا کر ان سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبی اطمینان میں اضافہ کرایا۔

چنانچہ صحیح بخاری کی روایت ہے کہ جب غارِ حرا میں حضرت جبریل علیہ السلام کے ظاہر ہونے پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھبرا کر گھر تشریف لائے تھے تو اس گھبراہٹ کے وقت بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوب تسلی دیتے ہوئے کہا:

”آپ پریشان نہ ہوں۔ اللہ کی قسم! ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا کہ اللہ آپ کو رسوا کرے۔ آپ تو رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہیں۔ آپ سچ بولتے ہیں۔ عاجز محتاج کی مدد کرتے ہیں۔ غریبوں کا خرچ برداشت کرتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق والے مصیبت زدوں کے کام آتے ہیں۔“

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خواہش پر حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ، جو آسمانی مذاہب کے بڑے عالم اور توحید پرست تھے، نے سارا ماجرا سنا تو کہا:

”اے بھتیجے! خوش ہو جاؤ، یہ وہی فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ کاش! میں اس وقت تک زندہ رہ سکوں جب آپ کی قوم آپ کو مکہ مکرمہ سے نکالے گی۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب سے دریافت فرمایا کہ: ”کیا ایسا ہوگا؟“ تو حضرت ورقہؓ نے جواب میں کہا:

”جی ہاں! جب کبھی آپ جیسا دین لے کر کوئی نبی آیا تو ضرور اس سے دشمنی کی گئی۔ اگر مجھے آپ کا وہ زمانہ ملا تو میں آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔“

حضرت ورقہ بن نوفلؓ اس کے بعد زیادہ عرصہ حیات نہیں رہ سکے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت سے قبل فوت ہوگئے، لیکن ان کے انہی مندرجہ بالا ایمان افروز کلمات، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق پر مشتمل ہیں، کی بنا پر صحیح یہی ہے کہ حضرت ورقہؓ مسلمان فوت ہوئے۔

حضرت ام المومنینؓ کے مندرجہ بالا واقعے سے ان کی سمجھداری، فہم و فراست، ایمان کی مضبوطی، یقین کی پختگی، ثابت قدمی اور بیدار قلبی کا ثبوت ملتا ہے، اور کیوں نہ ہو! آپؓ کا حسب و نسب انہی اوصاف کا تقاضا کرتا ہے۔

ام المومنین، سیدۃ المسلمین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا عام الفیل سے تقریباً پندرہ سال پہلے اور ہجرت نبوی سے اڑسٹھ سال قبل پیدا ہوئیں، سن عیسوی کے اعتبار سے یہ چھٹی صدی کا نصف یعنی تقریباً ۵۵۵ یا ۵۵۶ عیسوی بنتا ہے۔ آپؓ کا سلسلۂ نسب والد گرامی کی جانب سے یہ ہے:

خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فھر..... الخ۔

جبکہ والدہ محترمہ کی جانب سے سلسلہ نسب یوں ہے:

خدیجہ بنت فاطمہ بنت زائرہ بن الاصم بن رواحہ الھرم بن حجر بن عبد بن محیص بن عامر بن لوی بن غالب بن فھر.... الخ۔

اس طرح آپؓ کا سلسلہ نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد سے جاملتا ہے، اور آپؓ کا قبیلہ قریش ٹھہرتا ہے۔ تمام ازواج مطہرات میں آپؓ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسب کے اعتبار سے سب سے زیادہ قرب حاصل ہے، اور نکاح کے بعد آپؓ گھرانائے نبوت کی سب سے پہلی فرد ہیں۔ خانوادۂ رسالت کے بارہ میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”اللہ تبارک وتعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے بہترین گروہ میں پیدا فرمایا، پھر اس مخلوق کے مزید دو گروہ بنائے تو مجھے ان میں سے بہترین گروہ میں پیدا فرمایا، پھر ان لوگوں کے قبیلے بنائے تو مجھے ان میں سے بہترین قبیلے میں پیدا فرمایا، پھر ان کو گھروں میں تقسیم کیا تو مجھے ان لوگوں میں سے کیا جو گھر اور ذات کے اعتبار سے ان سب سے بہتر ہیں۔“ (ترمذی)

ایک اور حدیث میں ارشاد گرامی ہے:

”اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں کنانہ کو فضیلت دی اور کنانہ میں سے قریش کو فضیلت دی اور قریش میں سے بنو ہاشم کو فضیلت دی اور بنو ہاشم میں سے مجھ کو فضیلت دی۔“ (مسلم)

سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ اس افضل ترین گھرانے کی افضل البشر ذات گرامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ مطہرہ ہونے کے ناتے مقام و مرتبے میں اعلیٰ و بالا نظر آتی ہیں۔ جب کہ آپؓ کا اپنا گھرانا بھی بزرگی میں ممتاز تھا، آپؓ کے خاندان میں ایسے بزرگ موجود تھے جو شرک و بت پرستی سے بے زار تھے اور تورات و انجیل کے عالم تھے، جس کی بنا پر وہ نبی آخر الزماں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے منتظر تھے، اور جانتے تھے کہ ان کا زمانہ قریب ہے اور وہ اولادِ سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے ہوں گے۔ حضرت خدیجہؓ کے والد گرامی کا ایک قابل فخر کارنامہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب یمن کے آخری بادشاہ تبع نے حجر اسود کو خانہ کعبہ سے اکھاڑ کر یمن لے جانے کا ارادہ کیا تو جناب خویلد نے اسے منع کیا اور بالآخر وہ اسے اس ارادے سے باز رکھنے میں کامیاب ٹھہرے، اس طرح حجر اسود کی حفاظت میں انہوں نے کلیدی کردار ادا کیا۔

نیز حضرت خدیجہؓ کے چچازاد جناب ورقہ بن نوفلؓ کے بارہ میں گزرا کہ وہ انجیل کے بڑے عالم تھے، شرک سے بے زار اور موحّد تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لانے والے فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام کی معرفت رکھتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی گواہی دینے والے تھے۔ اپنے آباء واجداد کی انہی صفات وخوبیوں کی بنا پر سیدہ خدیجہؓ بھی انہی کے رنگ میں رنگی ہوئی تھیں، آپ انتہائی شرم وحیا والی خاتون تھیں، بت پرستی سے کوسوں دور تھیں، اور اپنے چچازاد حضرت ورقہؓ کے ساتھ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی منتظر تھیں۔

اسی کا نتیجہ تھا کہ آپؓ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح سے قبل ہی آپ کے اوصاف کی بنا پر آپ سے متاثر تھیں۔ چونکہ آپؓ اپنے والد گرامی جناب خویلد کے انتقال اور پھر اپنے دوشوہروں کی وفات کے بعد تجارت کی نگرانی خود کرتی تھیں، مگر بازار جانے کی بجائے اپنا تجارتی مال بھروسے مند لوگوں کے سپرد کر دیتی تھیں اور وہ نفع لا کر آپؓ کے حوالے کر دیتے تھے، اس طرح آپؓ گھر ہی میں رہ کر تجارت میں حصہ لیتی تھیں۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ بنو ہاشم کے سردار حضرت عبدالمطلب کے پوتے اور جناب ابوطالب کے بھتیجے ”محمد بن عبداللہ“ (صلی اللہ علیہ وسلم) سفر تجارت پر جانا چاہتے ہیں، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چچا جناب ابو طالب کے مشورے سے حضرت خدیجہؓ کا مالِ تجارت لے جانے کی پیشکش کی تو حضرت خدیجہؓ نے بخوشی اپنا سامانِ تجارت آپ کے حوالے کیا، اور اپنے خصوصی غلام میسرہ کو آپ کا خیال رکھنے کی تاکید

فرمائی، اور آپ کے ساتھ دوسروں کی بہ نسبت دگنا معاوضہ دینے کا معاہدہ کیا۔ اس سفرِ تجارت میں میسرہ نے جن عجائب کا مشاہدہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال بیچنے کے لئے بتوں کی قسم کھانے سے انکار فرمادیا، آپ کے بیچے وخریدے گئے مال میں غیر معمولی اضافہ وبرکت نظر آئی، بادل آپ پر سایہ کیے رہتے، عیسائی راہب نسطورا نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ ان میں آخری نبی کی نشانیاں پائی جاتی ہیں، نیز آپ کی امانت ودیانت، سچائی وراست بازی، جھوٹ ودھوکے سے اجتناب، صاف گوئی و معاملہ فہمی وغیرہ کئی خوبیاں دیکھیں، تو میسرہ نے سیدہ خدیجہؓ کے گوش گزار تمام احوال کیے۔ یہ سن کر حضرت خدیجہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مزید گرویدہ ہوگئیں۔

حضرت خدیجہؓ کا پہلا نکاح عتیق بن عائذ المخزومی بن عبداللہ بن مخزومی سے ہوا، جن سے ایک بیٹی ''ہند'' پیدا ہوئیں، اور دوسری شادی ابو ہالہ ہند بن زرارہ بن نباش تمیمی سے ہوئی، جن سے ایک بیٹا ''ہند'' پیدا ہوا۔ یہ دونوں ''حضرت ہند بنت خدیجۃ الکبریٰ'' اور ''حضرت ہند بن خدیجۃ الکبریٰ'' مسلمان ہوئے اور شرفِ صحابیت سے مشرف ہوئے، رضی اللہ عنہما۔

زمانہ جاہلیت میں بھی آپؓ کے کردار کی بلندی اس قدر تھی کہ آپؓ ''طاہرہ'' کے خوش لقب سے پکاری جاتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کو دو مرتبہ بیوہ ہونے کے بعد بھی عرب کے رؤسا وسرداروں کی جانب سے نکاح کے پیام موصول ہوتے رہے، مگر آپؓ نے قبول نہیں فرمائے۔ پھر آپؓ کی قریبی سہیلی حضرت نفیسہ بنت منیہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپؓ کے نکاح کی تحریک کی، جانبین سے رضا مندی ہونے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرپرست ومحبوب چچا جناب ابوطالب، حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما باقاعدہ پیامِ نکاح لے کر حضرت خدیجہؓ کے گھر تشریف لے گئے، حضرت خدیجہؓ کی جانب سے ان کے چچازاد بھائی عمرو بن اسد آئے، مجلسِ نکاح منعقد ہوئی، جناب ابوطالب نے خطبۂ نکاح پڑھا، جس میں انہوں نے کہا:

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی کھیتی اور معد کی اصل اور مضر کی جڑ میں سے پیدا کیا، اور ہمیں اپنے گھر کی حفاظت کرنے والے اور حرم کی دیکھ بھال کرنے والے بنایا، اور ہمارے لئے ہر قسم کی گندگی وبرائی سے محفوظ گھر اور امن والا حرم بنایا، اور ہم کو لوگوں پر حکومت عطا کی۔ پھر یاد رکھیے کہ میرا یہ بھتیجا محمد بن عبداللہ اس صفت کا حامل ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو بھی وزن کیا جائے تو یہ بڑھ جائے گا۔ یہ اگرچہ مال میں قلیل ہے (لیکن کیا ہوا) مال تو ڈھلتی چھاؤں اور بدلنے والی چیز ہے۔ محمد وہ ہیں جن کی (ہم سے) رشتہ داری کو آپ لوگ پہچانتے ہیں، انہوں نے خدیجہؓ بنت خویلد کو پیام نکاح دیا ہے اور اس کے بدلے مہر بھی دینا طے کیا ہے۔ وہ ادھار ہو یا نقد، میرے مال سے ہوگا۔ خدا کی قسم! اس کے بعد ان (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے بڑے چرچے اور ایک عظیم شان ہوگی۔''

جناب ابوطالب کے خطبۂ نکاح پڑھنے کے بعد حضرت خدیجہؓ کے چچازاد بھائی عمرو بن اسد نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ جملہ کہا: ''یہ (محمد بن عبداللہ) عالی نسب اور معزز جواں مرد ہیں۔'' اور حضرت خدیجہؓ کا نکاح آپ سے کردیا۔

اس نکاح کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی مساوی پانچ سو درہم طے ہوا، آج کل اس کا وزن ایک سو اکتیس تولہ تین ماشہ چاندی بنتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں کا مہر یہی رکھا (سوائے ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کے، آپؓ کا مہر شاہِ حبشہ نجاشیؓ نے اپنے پاس سے کئی گنا زیادہ ادا کیا تھا)، اور آج کل عرفِ عام میں مہرِ فاطمیؓ اسی کو کہا جاتا ہے۔ نکاح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس برس تھی، جبکہ حضرت خدیجہؓ زندگی کی چالیس بہاریں دیکھ چکی تھیں۔ نکاح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمے کا اہتمام فرمایا اور اونٹ ذبح کرکے لوگوں کو دعوت کھلائی۔

حضرت خدیجہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آجانے کے بعد اپنا تمام تر مال و دولت آپ پر نچھاور کردیا اور خود کو آپ کی خدمت کے لئے وقف کردیا۔ آپ نبوت ملنے سے قبل خلوت نشینی کو پسند فرمانے لگے تھے، چنانچہ آپ کئی کئی روز غارِ حرا میں مقیم رہتے تھے تو حضرت خدیجہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے پینے کے انتظامات میں مشغول رہتی تھیں، آپؐ کے غارِ حرا تشریف لے جاتے وقت توشہ سفر باندھ کر ساتھ دیتیں اور بسا اوقات ضرورت پڑنے پر گھر سے کھانا تیار کرکے غار تک پہنچانے تشریف لے جاتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے کے بعد حضرت خدیجہؓ نے ہر مشکل گھڑی میں آپ کا ساتھ

نبھایا اور آپ کو کبھی تنہا و اکیلا نہیں چھوڑا۔ کفار مکہ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقاطعہ کیا، اور آپ اپنے گھر والوں اور ایمان والوں کے ساتھ شعب ابی طالب میں تین سال محصور رہے، تب حضرت خدیجہؓ کی عمر ساٹھ برس سے زائد ہو چکی تھی، مگر وہ بڑھاپے اور ضعف کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہیں اور اس سخت کڑے امتحان میں کھری اتریں۔

آپؓ کے بارہ میں آتا ہے کہ:

”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پریشانیاں حضرت خدیجہؓ کے سامنے ذکر کرتے، اور وہ اسلام کے سلسلے میں آپ کی سچی و مخلص مشیرِ کار تھیں۔“ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ۱/۲۱۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے کے بعد آپ کی سب سے پہلی تصدیق حضرت خدیجہؓ نے کی، اور بالاتفاق آپؓ علی الاطلاق مردوں و عورتوں میں سب سے پہلی مسلمان ٹھہریں۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں نماز ادا فرماتے تھے تو حضرت خدیجہؓ آپ کے ساتھ سب سے پہلے نماز میں شریک ہوئیں، اس وقت نماز پنج گانہ فرض نہیں تھی، البتہ دن میں دو نمازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادا فرماتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج میں سے صرف حضرت خدیجہؓ سے اولاد ہوئی، جن میں دو بیٹے حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ ہیں، جو بچپن میں فوت ہو گئے، اور چار صاحبزادیاں حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ ہیں، رضی اللہ عنہم وسلام اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ جن میں سے سیدہ فاطمہؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل آگے چلی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی تمام ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ محبت حضرت خدیجہؓ سے رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح نہیں کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ کے وصال کے بعد بھی انہیں یاد فرماتے رہتے تھے۔ جب بھی گھر میں گوشت تقسیم کرتے تو حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو بھی ضرور بھجواتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے ام المؤمنین سیدہ خدیجہؓ سے زیادہ کبھی کسی عورت پر رشک نہیں آیا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا کثرت سے ذکر فرماتے تھے۔

ایک بار آپ نے ان کی شان میں ارشاد فرمایا:

”وہ میرے اوپر اس وقت ایمان لائیں جب لوگوں نے میرا انکار کیا، انہوں نے میری اس وقت تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا، اور انہوں نے اپنے مال سے میرے ساتھ اس وقت ہمدردی کی جب لوگوں نے مجھے محروم رکھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے اولاد عطا فرمائی۔“ (مسند احمد)

ایک اور حدیث میں ارشاد گرامی ہے:

”جنت کی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہؓ بنت خویلد، فاطمہؓ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، مریمؑ بنت عمران اور آسیہؓ بنت مزاحم (فرعون کی زوجہ) ہیں، سلام اللہ علیہم۔“ (صحیح ابن حبان)

ایک بار جب آپؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا لے کر غارِ حرا جا رہی تھیں تو حضرت جبریل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جب حضرت خدیجہؓ آپ کے پاس تشریف لائیں تو ان کو اللہ تعالیٰ کا اور میرا سلام کہیے گا، اور انہیں جنت میں ایسے مکان کی بشارت دیجیے جو موتیوں کا بنا ہوگا، جس میں نہ شور وشغب ہوگا اور نہ ذرا بھر کوئی تکلیف ہوگی۔ (بخاری شریف)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ حضرت خدیجہؓ کے بارہ میں پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ”میں نے انہیں جنت کی نہروں میں سے ایک نہر پر دیکھا ہے، وہ موتیوں کے ایک ایسے مکان میں تھیں، جس میں نہ کوئی شور وشغب تھا اور نہ ہی کوئی محنت و مشقت۔“ (الاستیعاب، المستدرک)

سیدہ خدیجہؓ کے ان فضائل کے علاوہ اس سے بڑھ کر فضیلت کیا ہوگی کہ سورۃ الضحیٰ میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے جو انعامات واحسانات شمار کروائے ہیں:

”اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰیo وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَهَدٰیo وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰیo“ (الضحیٰ:۶۔۸)

ترجمہ: ”بھلا نہیں پایا تجھ کو یتیم پھر جگہ دی، اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سجھائی، اور پایا تجھ کو مفلس پھر بے پروا (غنی) کر دیا۔“

(ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

تو جہاں یتیمی کے بعد دادا حضرت عبدالمطلب، پھر شفیق چچا حضرت ابو طالب کے پرورش کرنے کا ذکر ہے، وہیں حضرت خدیجہؓ کے مال سے آپ کو فائدہ پہنچنا بھی مذکور ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجہؓ کے مال کے ذریعے آپ کو آسودگی عطا فرمائی اور اس کو اپنا انعام واحسان باور کرایا ہے۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بھی اوپر منقول ہوا: ”انہوں نے اپنے

مال سے میرے ساتھ اس وقت ہمدردی کی، جب لوگوں نے مجھے محروم رکھا۔“

حضرت خدیجہؓ آپ کی رفاقت میں پچیس برس رہیں، پندرہ سال نبوت ملنے سے پہلے اور دس سال نبوت ملنے کے بعد۔ نبوت کے دسویں سال اور ہجرت سے تین سال قبل ماہِ رمضان کی دس تاریخ کو ۶۵ برس کی عمر میں آپؓ نے مکہ مکرمہ میں وصال پایا، اس وقت تک نمازِ جنازہ کے احکامات نازل نہیں ہوئے تھے، اس لئے آپ کو کفن دے کر مقام حجون میں دفن کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی قبر میں اترے اور اپنی رفیقہ وحبیبہ کو سپردِ خاک کیا۔ آج وہاں ”جنت المعلی“ کے نام سے قبرستان ہے۔

حضرت خدیجہؓ کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر انہیں یاد کرتے تھے۔

آتی رہیں یاد ہمیشہ وہ صحبتیں
ڈھونڈا کریں گے ہم تمہیں فصلِ بہار میں

حضرت خدیجہؓ کی نسبت سے کوئی بات نکل آتی تو آپ فوراً اس طرف متوجہ ہوتے تھے۔

ایک بار سیدہ پاکؓ کی ہمشیرہ حضرت ہالہؓ بنت خویلد آئیں تو ان کی آمد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے، ان کی آواز اپنی بہن حضرت خدیجہؓ کے مشابہ تھی۔

حضرت خدیجہؓ کے فضائل میں ایک عجیب فضیلت جو ان کی کمال عقل اور وفورِ بلاغت کا ثبوت بھی ہے، اسے آخر میں درج کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ایک بار حضرت جبریل امین علیہ السلام غارِ حرا میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو درخواست گزار ہوئے کہ حضرت خدیجہؓ کو اللہ تعالیٰ اور میرا سلام کہیے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ کو خالق کائنات اور فرشتوں کے امام، دونوں کا سلام پہنچایا، تو حضرت خدیجہؓ نے جواب میں کہا:

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ تو خود ہی سلامتی والے ہیں، سلامتی انہی کی جانب سے ملتی ہے۔ اے نبی! آپ پر سلام، جبریل پر سلام، اور ہر اس شخص پر سلام جو اس واقعہ کو سنے، مگر شیطان مردود پر سلام نہیں۔“

(بحوالہ: ”عہدِ نبوت کے ماہ وسال“، ص: ۳۴)

سیدہ پاکؓ کے اس تذکرے کو لکھنے والے اور پڑھنے سننے والے ہم سب کس قدر خوش نصیب ہیں کہ ہماری اماں جان نے، پوری امت مسلمہ کی عظیم المرتبت ماں نے اپنی اولاد کو اپنا سلام بھیجا ہے، تو کیا اولاد پر حق نہیں کہ ان کے درجات کی بلندی کے واسطے مشغولِ دعا ہو، تاکہ انہیں بھی خبر ہو، کیونکہ وہ ماں ہیں، اور حقیقی ماں باپ سے بڑھ کر روحانی ماں باپ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی زوجہ مطہرہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا ہم پر حق ہے، کیونکہ حقیقی ماں باپ تو ہمارے دنیا میں آنے کا ظاہری سبب بنے ہیں، جبکہ روحانی والدین کی بدولت ہمیں دولت ایمان نصیب ہوئی ہے، اور اولاد ماں کو یاد کرے تو ماں اولاد سے کتنا خوش ہوتی ہے!!! ☆☆

سات روزہ شعورِ ختم نبوت کورس، برائے خواتین

لاہور.....عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیر اہتمام سات روزہ شعورِ ختم نبوت کورس برائے خواتین مدرسہ جامعہ فاطمۃ الزہراؓ اچھرہ لاہور میں ہوا۔ کورس میں کثیر تعداد میں خواتین اسلام شریک ہوئیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے سیکرٹری جنرل و مہتمم مدرسہ ہذا مولانا علیم الدین شاکر، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم، مولانا عبدالعزیز، مولانا نیاز احمد، انجینئر حافظ نعیم الدین شاکر و دیگر علماء کرام نے لیکچرز دیئے۔ کورس سے خطاب کرتے ہوئے علماء کرام نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کی روح اور بنیاد ہے، عقیدہ ختم نبوت پر ایمان رکھے بغیر کوئی آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا، خواتین نے اسلام کے لیے عظیم قربانیاں دیں، اسلام کی ترویج اور اشاعت میں خواتین کا کردار کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ خواتین اسلام اپنا آئیڈیل امہات المومنین، بنات رسول اور صحابیات کو بنائیں اور اپنی زندگی ان کے طریقوں کے مطابق بسر کریں۔ تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے لیے خواتین بھرپور انداز میں اپنا کردار ادا کریں۔ علماء کرام نے کہا کہ خواتین کو قادیانی فتنے سے بچانا ہم سب کی ذمہ داری ہے، اگر ہماری محنت سے ایک بھی خاتون کو قادیانیت سمجھ آ گئی تو گویا پورا گھرانہ قادیانیت کے اثرات سے بچ گیا۔ قادیانیت چند شکوک وشبہات کا نام ہے، دلائل کی دنیا میں قادیانیوں کے پاس کوئی صحیح دلیل نہیں، تمام مسلمان خواتین قادیانیوں کی چالبازیوں کو طشت ازبام کر کے اسلامی ماؤں اور بہنوں کو قادیانیت کے چنگل سے بچائیں۔ عقیدہ ختم نبوت قرآن مجید کی ایک سو آیات مبارکہ اور ذخیرہ احادیث میں سے دوسو احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ تحفظ ختم نبوت کا کام جنت کے حصول کا سہل اور آسان ذریعہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اجماع امت کی دولت سے نوازا جبکہ پہلی امتوں کو اجماع امت عطا نہیں کیا گیا اور امت محمدیہ نے بھی کمال کر دیا، سب سے پہلا اجماع عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ پر کیا۔ کورس کی اختتامی تقریب ہفتہ کو منعقد ہوئی، جس میں تمام شرکائے کورس کو تعریفی اسناد اور ختم نبوت کے متعلق لٹریچر دیا گیا۔ مدرسہ کی جانب سے امتحان میں اول دوم سوم آنے والی خواتین کو خصوصی انعامات اور شیلڈز دی گئیں۔ کورس کی اختتامی دعا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے نائب امیر پیر میاں محمد رضوان نفیس نے کرائی۔

زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہ کی

"صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحَابَةِ"

حضرت زید الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہئے جو وفات پا چکے ہیں، اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنہ میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے، وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی۔ وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لئے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔" (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر)

مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یوکے اسلامک مشن

انسان فطری طور پر خیر وشر کا سرچشمہ ہے، جو لوگ اپنے دورِ جاہلیت میں بہتر ہوتے ہیں ان لوگوں میں اسلام لانے کے بعد بھی خیر وصلاح کا عنصر غالب ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلیل القدر صحابی کی دو تصویریں ہمارے سامنے ہیں، ایک تصویر جاہلیت کے ہاتھوں نے بنائی ہے اور دوسری اسلام کی انگلیوں کی مرہونِ منّت ہے۔ وہ صحابی جناب زید الخیل رضی اللہ عنہ ہیں، زمانہ جاہلیت میں لوگ انہیں اسی نام سے پکارتے تھے اور اسلام لانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں زید الخیر رضی اللہ عنہ کے نام سے یاد فرمایا۔ عربی ادب کی کتابوں میں ان کی پہلی تصویر کے نقوش ابھارے گئے ہیں۔ امام شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے قبیلہ بنو عامر کے ایک بزرگ کا بیان اِن الفاظ میں نقل کیا ہے:

"ایک سال ہمارے علاقے میں زبردست قحط اور خشک سالی نے ایسی ہولناکی برپا کی کہ کھیت اور باغ سوکھنے اور جانور ہلاک ہونے لگے، حالات کی سختی سے تنگ آکر ہمارے قبیلے کا ایک شخص اپنے اہل وعیال کو لے کر حیرہ (عراق کا ایک شہر جو نجف اور کوفہ کے درمیان واقع ہے) چلا گیا اور انہیں وہاں چھوڑ کر ان سے رخصت ہوتے ہوئے بولا:

"جب تک میں تمہارے پاس لوٹ کر نہ آجاؤں تم لوگ یہیں میرا انتظار کرنا" پھر اس نے قسم کھائی کہ میں ان کے پاس آؤں گا تو مال ودولت کے ساتھ ورنہ اسی کوشش میں اپنی جان دے دوں گا۔"

پھر اس نے کچھ زادِ راہ اپنے ساتھ لیا اور پیدل ہی چل پڑا۔ وہ دن بھر چلتا رہا، رات کے سائے گہرے ہونے لگے تو اس نے دیکھا کہ سامنے ایک خیمہ نصب ہے اور اس کے قریب ہی گھوڑے کا ایک بچھیرا بندھا ہوا ہے۔ اسے دیکھ کر اس نے اپنے دل میں کہا: "یہ پہلا مال غنیمت ہے جو میرے ہاتھ لگا ہے۔" پھر وہ بچھیرے کے پاس پہنچا اور اس کی رسی کھول لی۔ اور ابھی اس پر سوار ہونے کا ارادہ ہی کر رہا تھا کہ اس کے کانوں میں آواز آئی: "اسے چھوڑ دو اور جان کی خیر چاہتے ہو تو فوراً یہاں سے چلے جاؤ" وہ بچھیرے کو چھوڑ کر آگے چل پڑا اور سات روز تک چلتا رہا، چلتے چلتے وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں اونٹوں کا ایک باڑا تھا، باڑے کے قریب ہی بالوں کا ایک بہت بڑا خیمہ اور اس کے اندر چمڑے کا ایک چھوٹا سا گول خیمہ تھا۔ یہ چیزیں اپنے مالک کے صاحبِ ثروت اور خوش حال ہونے کا پتا دے رہی تھیں۔ اس نے اپنے جی میں کہا کہ اس باڑے میں رہنے والے اونٹ بھی ہوں گے اور اس خیمے میں رہنے والے اس کے مکین بھی، پھر اس نے خیمہ کے اندرونی ماحول پر ایک نظر ڈالی، سورج اب افق مغرب کے آخری سرے پر پہنچ کر غروب ہونے کی تیاری کر رہا تھا، تو اس نے خیمے کے وسط میں ایک نہایت ضعیف العمر شخص کو دیکھا، وہ اس کے پیچھے جا کر بیٹھ گیا، مگر بوڑھے کو اس کا بالکل علم نہیں ہوا، چند لمحوں کے بعد آفتاب غروب ہوگیا، اور اسے سامنے سے آتا ہوا ایک سوار نظر آیا جو بے مثل قد وقامت اور ڈیل ڈول کا مالک تھا، وہ ایک بلند وبالا گھوڑے پر سوار چلا آرہا تھا اور دو غلام اس کی دونوں جانب پیدل چل رہے تھے، باڑے میں پہنچ کر سب سے

پہلے بڑا اونٹ بیٹھا پھر باقی اونٹ بھی اس کے اردگرد بیٹھ گئے۔ سوار نے ایک موٹی سی اونٹنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک غلام کو حکم دیا کہ ’’اس اونٹنی کو دوہو اور شیخ کو پلاؤ۔‘‘

غلام نے فوراً حکم کی تعمیل کی، اونٹنی کو دوہا اور دودھ سے بھرا ہوا برتن بوڑھے کے آگے رکھ کر خیمے سے باہر نکل گیا، بوڑھے نے اس میں سے ایک دو گھونٹ دودھ پی کر برتن نیچے رکھ دیا، اس آدمی نے کہا کہ میں آہستہ سے اس کی طرف کھسک کر گیا، برتن اٹھایا اور اسے منہ سے لگا کر خالی کر دیا اور پھر واپس زمین پر رکھ دیا، غلام نے آ کر برتن اٹھایا اور باہر چلا گیا اور اپنے مالک سے بولا: ’’آقا! شیخ نے پورا دودھ پی لیا۔‘‘

سوار یہ سن کر بہت خوش ہوا اور دوسری اونٹنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا: ’’اس کا بھی دودھ دوہو اور شیخ کو پیش کرو۔‘‘ غلام اس کا حکم بجالایا اور دودھ سے بھرا ہوا برتن بوڑھے کے آگے رکھ دیا، بوڑھے نے اس میں سے صرف ایک گھونٹ پیا اور برتن نیچے رکھ دیا۔ میں نے اسے اٹھا کر اس میں سے آدھا دودھ پیا اور باقی دودھ اس خیال سے بچا دیا کہ کہیں سوار کے دل میں کوئی شبہ پیدا نہ ہو جائے۔

پھر سوار نے دوسرے غلام کو ایک بکری ذبح کرنے کا حکم دیا اس نے حسب حکم بکری کو ذبح کر دیا تو سوار اٹھ کر اس کے پاس آیا اور بوڑھے کے لئے اس میں سے کچھ گوشت بھونا اور اسے اپنے ہاتھ سے کھلایا جب وہ آسودہ ہو گیا تو باقی ماندہ گوشت اس نے اور اس کے دونوں غلاموں نے کھایا پھر سب اپنے بستروں پر چلے گئے اور تھوڑی ہی دیر میں گہری نیند میں ڈوب کر خراٹے لینے لگے۔ اب میں چپکے سے اٹھ کر بڑے اونٹ کے پاس پہنچا، اس کی رسی کھول کر اس پر سوار ہو گیا اونٹ تیزی سے چل پڑا دوسرے اونٹ بھی اس کے پیچھے لگ گئے، میں رات بھر چلتا رہا، صبح کا اجالا پھیلنے لگا تو میں نے اپنے چاروں طرف نظر دوڑائی مگر کوئی شخص میرا تعاقب کرتا ہوا نظر نہیں آیا۔ میں نے اونٹ کی رفتار اور تیز کر دی اور برابر چلتا رہا حتیٰ کہ سورج کافی بلند ہو گیا۔ میں نے ایک بار پھر پیچھے مڑ کر دیکھا تو دور فاصلے پر کوئی چیز نظر آئی جیسے کوئی گدھ یا کوئی دوسرا بہت بڑا پرندہ ہو، وہ چیز مجھ سے قریب ہوتی گئی۔ پھر اس کی شکل صاف اور واضح طور پر نظر آنے لگی تو میں نے دیکھا کہ وہ کوئی آدمی ہے جو گھوڑے پر سوار چلا آ رہا ہے وہ برابر میرے نزدیک آتا گیا یہاں تک کہ میں نے اسے پہچان لیا وہ وہی سوار تھا اور اونٹوں کو تلاش کرتا ہوا یہاں تک آ پہنچا تھا اس وقت میں نے اونٹ کو باندھ دیا اور ترکش سے ایک تیر نکال کر کمان پر چڑھا لیا اور اونٹ کو اپنے پیچھے رکھا۔ یہ دیکھ کر سوار کچھ دور فاصلے پر رک گیا اور مجھ سے بولا: ’’اونٹ کی رسی کھول دو‘‘ میں نے کہا: ’’ہرگز نہیں، میں اس کی رسی ہرگز نہیں کھولوں گا، میں اپنے پیچھے حیرہ میں بھوک سے بلکتے ہوئے بچوں اور فاقہ کی سختیاں جھیلتے ہوئے پریشان حال اہل و عیال کو چھوڑ کر آیا ہوں اور یہ قسم کھائی ہے کہ میں ان کے پاس مال لے کر لوٹوں گا ورنہ اسی کوشش میں مر جاؤں گا‘‘ (اس نے مجھے ڈانٹتے ہوئے گرج کر کہا) ’’تو سمجھ لو کہ تم مر چکے ہو تمہارا برا ہو اونٹ کی رسی کھول دو‘‘ (میں نے بھی اسی انداز میں جواب دیا) ’’ہرگز نہیں کھولوں گا‘‘ تب اس نے کچھ نرم ہوتے ہوئے کہا: ’’تم بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہو اور دھوکا کھا رہے ہو‘‘ پھر بولا: ’’اچھا اونٹ کی نکیل لٹکاؤ (نکیل میں تین گرہیں تھیں) اور بتاؤ کہ کون سی گرہ میں تیر ماروں؟‘‘ میں نے بیچ والی کی طرف اشارہ کر دیا، اس نے تیر چھوڑا اور وہ آ کر اس کے بیچوں بیچ اٹک گیا، جیسے اپنے ہاتھ سے اس میں پھنسایا ہو پھر اس نے یکے بعد دیگرے باقی دونوں گرہوں کو بھی اپنے تیروں کا نشانہ بنا لیا، یہ دیکھ کر میں نے اپنے تیر کو ترکش میں واپس رکھ دیا اور گردن جھکا کر کھڑا ہو گیا، وہ میرے قریب آیا اور اس نے میری تلوار اور کمان کو اپنے قبضے میں کرتے ہوئے مجھ سے اپنے پیچھے بیٹھنے کا اشارہ کیا جب میں چپ چاپ اس کے پیچھے سوار ہو گیا تو مجھ سے مخاطب ہوا: ’’تمہارا کیا خیال ہے میں تمہارے ساتھ کیسا برتاؤ کروں گا؟‘‘ میں نے جواب دیا: ’’بہت برا‘‘ اس نے دریافت کیا: یہ کیوں؟ میں نے احساس ندامت کے ساتھ کہا:

ABDULLAH SATTAR DINA
& Sons Jewellers
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silvers, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phone :32514972, 32531133

’’اس لئے کہ میں نے تمہارے ساتھ غلط طریقہ اپنایا اور تمہیں سخت پریشانی میں مبتلا کیا اور اب اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے اوپر قابو دے دیا ہے۔‘‘

اس نے کہا: ’’تم سمجھتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کوئی برا سلوک کروں گا؟ جب کہ تم مہلہل کے ساتھ کھانے پینے میں شریک اور رات ان کے ہم نشین رہ چکے ہو؟‘‘ مہلہل کا نام سنا تو میں نے اسے کہا کہ ’’تم زید الخیل ہو؟‘‘ اس نے جواب دیا: ’’ہاں! میں زید الخیل ہوں۔‘‘ تب تو میں ایک بہترین شخص کا قیدی ہوں، امید ہے کہ تم میرے ساتھ عمدہ اور شریفانہ برتاؤ کرو گے۔‘‘ مجھے اطمینان دلاتے ہوئے کہا: ’’تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی‘‘ اور مجھے لے کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگیا، ’’اللہ کی قسم اگر یہ اونٹ میرے ہوتے تو انہیں تمہارے حوالے کر دیتا لیکن یہ میری بہن کے ہیں، اب تم چند روز میرے پاس ٹھہرو میں عنقریب ایک جگہ حملہ کرنے والا ہوں اس میں مجھے کافی مال غنیمت ہاتھ آنے کی توقع ہے‘‘ اور تین دن کے بعد ہی اس نے بنی نمیر پر حملہ کر دیا اس حملے میں تقریباً سو اونٹ اس کے ہاتھ آئے، اس نے وہ سارے اونٹ مجھے دے دیے اور میری حفاظت کے لئے اپنے کچھ غلاموں کو میرے ساتھ کر دیا اور میں بخیر و عافیت حیرہ پہنچ گیا۔‘‘ یہ زید الخیل کی ان کے دورِ جاہلیت کی تصویر تھی ان کے زمانۂ اسلام کی تصویر کے نقوش کتب سیرت میں اس طرح نمایاں کئے گئے ہیں:

’’جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر زید الخیل کے کانوں میں پہنچی تو انہوں نے اپنی سواری کو سفر کے لیے تیار کیا اور اپنے قبیلے کے بڑے بڑے سرداروں کو یثرب چلنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے کے لئے بلایا، بنی طے کا جو وفد ان کے ساتھ روانہ ہوا اس میں زر ابن سدوس، مالک بن جبیر اور عامر ابنِ جوین جیسے اکابر قبیلہ شامل تھے یہ سب لوگ مدینہ پہنچے تو سب سے پہلے مسجد نبوی کا رخ کیا اور اس کے دروازے پر پہنچ کر اپنی اپنی سواریوں سے اتر پڑے اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اور مسلمانوں کو وعظ و نصیحت فرما رہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب سن کر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی گرویدگی اور ان کی توجہ و اثر پذیری کو دیکھ کر وفد کے لوگ سخت حیران و استعجاب سے دوچار ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو دیکھا تو مسلمانوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: ’’میں تمہارے لئے عزیٰ اور تمہارے دوسرے تمام معبودوں سے بہتر ہوں۔ میں تمہارے لیے بہتر ہوں، اس سیاہ اونٹ سے جس کی اللہ کو چھوڑ کر تم پرستش کرتے ہو۔‘‘

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی یہ بات سن کر زید الخیل اور ان کے ساتھیوں پر دو مختلف اور الگ الگ قسم کے اثرات مرتب ہوئے، کچھ لوگوں نے حق کی دعوت پر لبیک کہا اور آگے بڑھ کر اسے قبول کر لیا اور کچھ لوگوں نے اس سے اعراض کیا اور از راہ تکبر اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

زر ابن سدوس نے مسلمانوں کی نگاہوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بے پناہ جذبات عقیدت و احترام کا عکس دیکھا تو وہ حسد کی آگ میں جلنے لگا اور اس کا دل خوف سے بھر گیا۔ اس نے اپنے ساتھ والوں سے کہا: ’’میری نگاہیں ایک ایسے شخص کو دیکھ رہی ہیں جس کے آگے تمام عرب کی گردنیں جھک جائیں گی اللہ کی قسم میں ہرگز اس کے سامنے سر تسلیم و اطاعت خم نہیں کر سکتا‘‘ اس کے بعد وہ شام کی طرف نکل گیا اور وہاں اس نے راہبوں کی طرح اپنا سر منڈوا کر نصرانیت اختیار کر لی البتہ زید الخیل اور ان کے دوسرے ساتھیوں کا معاملہ اس سے بالکل مختلف تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے ہی اپنا خطبہ ختم کیا زید الخیل مسلمانوں کے مجمع میں کھڑے ہو گئے وہ نہایت شکیل وجیہہ، متناسب الاعضاء اور طویل القامت شخص تھے، جب گھوڑے پر سوار ہوتے تو ان کے دونوں پاؤں زمین تک پہنچ جاتے ایسا لگتا کہ وہ گھوڑے پر نہیں کسی گدھے پر سوار ہیں۔ انہوں نے کھڑے ہو کر اونچی اور بلند آواز میں کہا: ’’یا محمد اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ‘‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا: ’’تم کون ہو؟‘‘ انہوں نے ادب سے جواب دیا: ’’میں زید الخیل ابن مہلہل ہوں‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’تم زید الخیل نہیں، زید الخیرؓ ہو۔‘‘

’’اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تم کو یہاں تک پہنچایا اور تمہارے دل کو اسلام کے لئے نرم کر دیا‘‘ اس کے بعد وہ زید الخیر رضی اللہ عنہ کے نام سے معروف ہو گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے مکان پر لے گئے اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عمر بن خطابؓ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت بھی تھی جب یہ لوگ گھر پہنچے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹھنے کے لئے ایک مسند زمین پر ڈال دی، حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے سامنے اس پر بیٹھنے کو بے ادبی پر محمول کرتے ہوئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

طرف واپس کر دیا۔ یہ عمل دونوں جانب سے تین بار دہرایا گیا۔ جب سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''زید الخیر تمہارے علاوہ اس سے پہلے جس کسی کے اوصاف میرے سامنے بیان کئے گئے اور بعد میں، میں نے اس کو دیکھا تو اسے اس کے بیان کردہ اوصاف سے کمتر ہی پایا۔'' پھر فرمایا: ''زید تمہارے اندر دو ایسی خصلتیں ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک نہایت پسندیدہ اور محبوب ہیں۔'' زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پُرجوش لہجے میں سوال کیا: ''اے اللہ کے رسول! وہ دونوں خصلتیں کونسی ہیں؟'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وقار اور حلم'' زید رضی اللہ عنہ نے نظر جھکائے ہوئے کہا: ''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، اس نے میرے اندر ایسی خصلتیں پیدا کی ہیں جو اس کو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہیں'' خوشی ان کے لہجے سے چھلک رہی تھی پھر انہوں نے سر اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے صرف تین سو سواروں کا ایک دستہ دے دیں، میں اس بات کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضمانت دیتا ہوں کہ میں ان کو ساتھ لے کر بلاد روم پر حملہ کروں گا اور زبردست فتح و کامرانی حاصل کروں گا۔'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس بلند ہمتی اور عالی حوصلگی کو دیکھا تو فرمایا: ''شاباش زید تم کتنے باعزم اور حوصلہ مند ہو'' اس گفتگو کے بعد حضرت زید الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ آنے والے ان کی قوم کے تمام لوگوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ جب حضرت زید الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے اپنے وطن نجد کی طرف واپسی کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رخصت کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ شخص کتنا عظیم ہے اگر یہ مدینے کی وبا سے محفوظ ہو گیا تو آئندہ زبردست کارنامہ انجام دے گا'' (اس زمانے میں مدینہ منورہ میں بخار پھیلا ہوا تھا) زید الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بخار سے متاثر ہو چکے تھے انہوں نے اثنائے سفر میں اپنے ساتھیوں سے کہا کہ: ''قبیلہ بنی قیس کے علاقے سے کترا کر نکل چلو۔ جاہلیت میں ہمارے اور ان کے درمیان زبردست معرکہ آرائیاں اور گھمسان کی جنگیں ہو چکی ہیں، اور اللہ کی قسم اب میں کسی مسلمان سے جنگ نہیں کرنا چاہتا'' حضرت زید الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید بخار کے باوجود مسلسل سفر کرتے رہے ان کا بخار ہر آن بڑھتا جا رہا تھا ان کی شدید خواہش تھی کہ وہ اپنے قبیلہ میں پہنچ جائیں اور قبیلہ والے ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوں، راستے بھر ان کے اور موت کے درمیان کشمکش جاری رہی۔ آخر کار موت نے اس جواں حوصلہ اور پُرعزم انسان کو مغلوب کر لیا انہوں نے راستے ہی میں اپنی زندگی کا آخری سانس لیا اور خدمت اسلام کی تمام حسین آرزوؤں کو سینے سے لگائے ہوئے اپنے مالک حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ☆☆

حضرت عائشہ صدیقہؓ .... (قمر حجازی)

عظمتوں کا نشان حضرتِ عائشہؓ	قدسیوں کی زباں حضرتِ عائشہؓ
عورتوں پر فضیلت ہے حاصل انہیں	مومنوں کی ہیں ماں حضرتِ عائشہؓ
جو بنا آخری خوابِ گاہِ نبیؐ	آپؓ کا ہے مکاں، حضرتِ عائشہؓ
بدر میں آپؓ کی اوڑھنی تھی علَم	نازشِ مومناں حضرتِ عائشہؓ
آپؓ ہیں پشت در پشت اصحاب میں	آپؓ جیسا کہاں حضرتِ عائشہؓ
دے رہا ہے شہادت کلامِ خُدا	یعنی عفّت نشاں حضرتِ عائشہؓ
والدہ کو لقب ''حُورِ جنّت'' مِلا	اَیسی ماں ہے کہاں، حضرتِ عائشہؓ
مُحسنِ دین و دُنیا ہے تاریخ میں	آپؓ کا خانداں حضرتِ عائشہؓ
خود زبانِ پیمبرؐ ''حمیرا'' کہے	شانِ باغِ جناں حضرتِ عائشہؓ
کیوں نہ تقلید اُن کی مسلماں کریں	روشنی کا نشاں حضرت عائشہؓ
قُدسیوں کے لیے سجدہ گہ بن گیا	آپؓ کا آستاں حضرتِ عائشہؓ
آپؓ کا گھر ہے جنّت سے بڑھ کر قمر	زینتِ دو جہاں حضرتِ عائشہ

مرسلہ: مولانا محمد اسرائیل گڑنگی، مانسہرہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی وتبلیغی اسفار

خطبۂ جمعہ: ۱۰؍فروری ۲۰۲۳ء جمعۃ المبارک کا خطبہ وبیان راقم نے چک نمبر ۲۹؍۱۰۔ آر کچا کھوہ خانیوال کی جامع مسجد میں دیا۔ چک مذکور ایک سو سال سے زیادہ پرانا ہے۔ اس جامع مسجد کے بانی مولانا عبدالرؤف نیازیؒ تھے۔ آپ نے نصف صدی سے زائد مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیئے، آپ کے دور میں امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا مفتی محمودؒ اور مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ تشریف لاتے رہے۔ موخرالذکر ایک ایک ہفتہ کے لئے یہاں تشریف لاتے، مولانا عبدالرؤف نیازیؒ انہیں سائیکل پر لے کر مختلف چکوک میں آپ کے پروگرام کراتے۔ موصوف کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا عبدالغفورؒ نے اس مسند کو سنبھالا اور خوب سنبھالا۔

مولانا زرین احمد خانؒ: مولانا زرین احمد خان مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کچا کھوہ اسی علاقہ کے رہنے والے تھے۔ جنہوں نے نصف صدی سے زائد تبلیغ ختم نبوت کا کام کیا۔ چوہدری افضل حقؒ، امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ جیسے بزرگوں پر دل و جان سے فدا تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور نو ماہ تک قید کاٹی۔ ابتدا میں سائیکل پر منیاری کا سامان رکھتے، بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے پھیری لگاتے۔ جہاں کہیں ظہر وعصر کا ٹائم ہوا، مسجد میں نماز باجماعت ادا کی اور مختصر بیان کیا۔ قادیانیت کے دجل وفریب کے تاروپود بکھیرے اور چلتے بنے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل ہوئی تو شاہ جیؒ کے حکم پر پھیری لگانا چھوڑ کر اپنے آپ کو تبلیغ ختم نبوت کے لئے وقف کردیا۔ سائیکل پر پھر اکر قادیانیت کا تعاقب کیا۔ شاہ جیؒ نے انہیں ایک عصا (ڈنڈا) عنایت فرمایا، جسے کبھی کبھی خاص مواقع پر اپنے ساتھ لے جاتے۔ کچا کھوہ خانیوال کے مضافات میں خوب کام کیا۔ عملیات میں بھی مہارت رکھتے تھے، کوئی آسیب یا جادو کا مریض آتا تو اسے فرماتے کہ پہلے مجلس کی پانچ سو کی رسید کٹواؤ پھر تمہارا کام کروں گا، پوری زندگی میں شاید و باید کسی ماہ مجلس سے وظیفہ لیا ہو، ہمیشہ کچھ نہ کچھ جمع کراتے۔ ۷؍مئی ۱۹۹۳ء کو وفات ہوئی، عشا کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کی۔ ہاتھ میں تسبیح زبان پر یادِ الٰہی، ذکرواذکار کرتے ہوئے، اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ جمعہ کی نماز کے بعد جنازہ ہوا، جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ مولانا مرحوم ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں، جنہوں نے اپنی محنت کا ثمرہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکوں میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔

چک نمبر ۲۹ میں امام وخطابت کا ذکر چل رہا تھا کہ مولانا زرین احمد خانؒ درمیان میں آگئے۔ مولانا عبدالغفورؒ کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد زاہد سلمہ نے ان کی مسند امامت و خطابت کو سنبھالا، ان کی دعوت پر راقم نے ۱۵؍فروری کے جمعہ پر بیان کیا۔

جامعہ تعلیم القرآن حضوری مسجد لے والا

بھکر: جامعہ کے بانی مولانا محمد بختاور عثمانی فاضل جامعہ قاسم العلوم ملتان تھے۔ آپ نے جامعہ کا سنگ بنیاد ۱۹۹۶ء میں رکھا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزندان گرامی مولانا ثناء الرحمٰن اور مولانا ضیاء الرحمٰن نے مدرسہ کا نظام سنبھالا، اس وقت جامعہ میں ۳۵۰ مسافر طلبہ، ۱۸ اساتذۂ کرام درجہ کتب پانچ قرأ کرام اور ایک قاری صاحب تجوید و قرأت کی مشق کراتے ہیں۔ ۱۲؍فروری ضلع مبلغ مولانا محمد ساجد سلمہ کی معیت میں حاضری دی۔ ۱۳؍فروری کی صبح کو حضوری مسجد میں بیان کیا۔ دس طلبہ نے کورس میں شرکت کا وعدہ کیا۔ تھل کے علاقہ میں جامعہ اپنی مثال آپ ہے۔ دورۂ حدیث شریف سمیت طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ جامعہ میں ہمارے استاذ جی حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نوراللہ مرقدہ سمیت نامور علمائے کرام تشریف لاتے رہے ہیں۔

جناب عبدالمجید ساجد سے ملاقات:

عبدالمجید ساجد جماعت کے پرانے رفقائے کرام میں سے ہیں، تقریباً نصف صدی سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ غریب و مسکین ساتھی، بچوں کے لئے ٹافیاں اور بسکٹ اور بچوں کی

ضروریات بیچ کر اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں۔

راقم کی استدعا پر جامعہ میں ملاقات کے لئے تشریف لائے، اللہ پاک انہیں صحت وعافیت کے ساتھ عمر دراز نصیب فرمائیں اور تاحیات عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت و چوکیداری نصیب فرمائے رکھیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

مولانا حافظ محمد اکرم طوفانیؒ کے دفتر میں: مولانا محمد اکرم طوفانیؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین میں سے تھے۔ ایک عرصہ مرکزی ناظم دفتر بھی رہے۔ آپؒ راقم کے بعد مجلس میں آئے اور خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے حکم پر سرگودھا کے مبلغ بنائے گئے اور تقریباً چالیس سال مبلغ رہے، ضلع اٹک کے علاقہ ویسہ کے رہنے والے تھے، سرگودھا پڑھنے کے لئے آئے اور یہیں کے ہوکر رہ گئے۔ آپ نے اہل سرگودھا کے قلوب و اذہان کو ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کا والا و شیدا بنادیا اور سینکڑوں فدایانِ ختم نبوت تیار کئے، ان کی مجلس میں جو شخص ایک مرتبہ آگیا ان کا شیدائی بن گیا۔ جہاں آپ نے لوگوں کے دل ودماغ کی تربیت کی، وہاں آپ نے تین منزلہ کوہ قامت دفتر بھی پرانی لکڑ منڈی میں تعمیر کرایا اور دفتر سے متصل جامع مسجد عمر فاروق میں ہر ماہ تربیتی نشست منعقد کراتے۔ پندرہ منٹ کے مارجن پر سینکڑوں نوجوان ان کے ہاں حاضر ہوجاتے۔ راقم نے ان کی زندگی میں دسیوں مرتبہ ان کی خدمت میں اور دفتر میں حاضری دی اور ان کی وفات کے بعد حاضری ہوتی رہتی ہے۔

چکڑالہ ختم نبوت کانفرنس سے واپسی کے بعد ۱۳؍فروری کی شب ان کے تعمیر کردہ دفتر میں گزاری اور ۱۴؍فروری صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد عمر فاروق میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظیم الشان خدمات پر درس دیا۔ نیز اسی روز ۱۴؍فروری کو جامع مسجد حنفیہ موتی بلاک نمبر ۲ جس کے خطیب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے ناظم اعلیٰ اور مولانا طوفانیؒ کی کابینہ کے رکن مولانا عبدالرشید مدظلہ ہیں، سیرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر بیان کیا۔ یہ پروگرام مولانا طوفانیؒ کے جانشین اور مجلس سرگودھا کے مبلغ مولانا خالد عابد سلمہ نے تشکیل دیئے۔

سرگودھا میں ورکرز کنونشن: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام مرکز ختم نبوت پرانی لکڑمنڈی میں ختم نبوت ورکرز کنونشن ۱۴؍فروری بعد نماز عشا منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا ثناء اللہ ایوبی نے کی۔ ۲۰؍فروری کو الرحمٰن بینکویٹ میرج اینڈ پارٹی ہال میں منعقد ہونے والے طلباو طالبات کنونشن کی کامیابی کے لئے محنت پر زور دیا گیا۔ تمام خطبا اور بلاکس کے ذمہ داروں کو ہدایت کی گئی کہ اپنے اپنے بلاکس، کالونیوں، ٹاؤنز میں واقع اسکولز، کالجز، اکیڈمیوں کے ذمہ داران سے ملاقات کرکے زیادہ سے زیادہ اسٹوڈنٹس کو شرکت کے لئے آمادہ کریں۔ اس سلسلہ میں بوائز اور گرلز تعلیمی اداروں کے دورے کریں تاکہ نئی نسل کو ختم نبوت کے شعور سے آگاہ کیا جائے۔

ورکرز کنونشن سے مولانا ثناء اللہ ایوبی، مولانا قاری عبدالرشید، مولانا حیدر علی، مفتی جہانگیر حیدر، محمد عاصم اشتیاق اور مولانا خالد عابد نے خطاب کیا۔ مہمان خصوصی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اس اقدام کو سراہتے ہوئے کہا کہ نسل نو، عصری تعلیمی اداروں کے بوائز اور گرلز قادیانیوں سمیت تمام ملحدین اور دین دشمن اداروں کا ٹارگٹ اور میدان ہیں، یہی اسٹوڈنٹس بوائز اینڈ گرلز نے آگے چل کر ملک کی باگ ڈور سنبھالنی ہے، اس لئے ان پر محنت ضروری ہے۔ جتنی لادین این جی اوز اور عناصر ہیں ان کی کوشش ہے کہ نوجوان نسل کو بے دین بنا دیا جائے اور لارڈ میکالے کے منصوبہ کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ ہمیں نسل نو پر محنت کرنا ہوگی، ایک سو سے زائد ورکرز اور علمائے کرام نے شرکت کی اور تحفظ ختم نبوت کنونشن برائے طلبہ وطالبات کو کامیاب بنانے کا عہد کیا۔ یہ کنونشن مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی دعا سے اختتام پذیر ہوا۔

سلانوالی سرگودھا میں: سلانوالی سرگودھا کا معروف قصبہ ہے۔ جہاں اہل حق کے کئی ایک دینی ادارے ہیں، سب سے قدیم ادارہ جامعہ حسینیہ ہے۔ قیام پاکستان کے بعد برصغیر کی مشہور شخصیات مولانا سید نیاز احمد شاہ گیلانیؒ خلیفہ مجاز

ABS ESTD 1880 سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH Brothers Sonara
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell: 0301-2352363

حضرت رائے پوریؒ، مولانا سید فضل الرحمٰن شاہ احرارؒ، مولانا سید طفیل احمد شاہؒ اور حکیم شریف الدین کرنالویؒ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے سلانوالی کو سرفراز فرمایا۔ ایک گوردوارہ پر بڑا سا تالا لگا ہوا تھا۔ اسے کھول کر وہاں مدرسہ قائم کیا۔ مدرسہ کا نام جامعہ حسینیہ رکھا۔ حضرت مولانا سید نیاز احمد گیلانیؒ مہتمم، مولانا سید طفیل احمد شاہؒ ناظم اور مولانا سید فضل الرحمٰن احرار مبلغ مقرر ہوئے۔ بعد ازاں یہ ادارہ حکیم شریف الدین کرنالویؒ کے سپرد کر دیا گیا۔ الحاج قاری کریم الدین ناظم مقرر ہوئے۔ حکیم شریف الدین تاحیات ادارہ کے مہتمم رہے۔ ۱۶؍مئی ۱۹۸۰ء کو ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند اکبر قاری محمد اکرم مدنیؒ نے نظم سنبھالا۔ قاری محمد اکرم مدنی گزشتہ سال انتقال فرما گئے تو ادارہ کا نظم ونسق ان کے بھائی پیر محمد افضل الحسینی مدظلہ کے کنٹرول میں ہے۔ قاری محمد اکرم مدنیؒ کی وفات پر حاضری نہ ہوسکی، تو ۱۵؍فروری ۲۰۲۳ء کی صبح کو جامعہ حسینیہ میں حاضری دی۔

مولانا سید نیاز احمد گیلانیؒ: دارالعلوم دیوبند کے فاضل، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید اور جمعیت علمائے اسلام کے راہنماؤں میں سے تھے۔ آپؒ نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران خواب میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا۔ آپ نے فرمایا: ’’نیاز احمد تجھے دین اس لئے پڑھایا تھا‘‘ صبح ہوئی گرفتاری پیش کی۔ پولیس نے ہتھکڑی لگائی۔ آپ نے ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگاتے ہوئے ہاتھ کو جھٹکا تو ہتھکڑی ٹوٹ گئی ایسا تین مرتبہ ہوا۔ آپ جمعیت علمائے اسلام ضلع ملتان کے امیر بعد ازاں صوبائی ناظم اعلیٰ رہے۔ سلانوالی چھوڑ کر تلمبہ کو مسکن بنایا اور جامعہ قادریہ کے نام سے ادارہ قائم کیا اور وسیع وعریض مسجد بنائی۔ جس کا کنٹرول آج کل معروف مبلغ مولانا طارق جمیل صاحب کے ہاتھوں میں ہے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک میں بھی پروانہ وار حصہ لیا۔ ۱۶؍مئی ۱۹۷۷ء کو انتقال فرمایا اور اپنی مسجد کے ایک کونے میں محو استراحت ہیں۔ سلانوالی کی دوسری شخصیت مولانا سید طفیل احمد شاہؒ تھے۔ آپ نے سلانوالی چھوڑ کر گوجرہ کو مسکن بنایا۔ تھانہ والی مسجد میں تاحیات خطیب رہے، آپ نے ۲۰۰۲ء میں وفات پائی۔

مولانا سید فضل الرحمٰن احرار: سادات سلانوالی میں سے تیسرے سید مولانا سید فضل الرحمٰن احرارؒ تھے۔ موصوف لدھیانہ کے مردم خیز علاقہ میں پیدا ہوئے، مجلس احرار اسلام میں تاحیات رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے خدام سے محبت رکھتے تھے۔ تحریکہائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں بھرپور حصہ لیا۔ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنسز چنیوٹ اور چناب نگر میں بمع کلہاڑی شرکت فرماتے، ان کی تقریر کیا ہوتی تھی کہ قادیانیت اور اس کے مغربی خداؤں پر خوب گرجتے برستے۔ ان کے فرزند ارجمند مولانا خالد مسعود گیلانی مدظلہ نے مرکز آل محمد جامعہ ختم نبوت کے نام سے سلانوالی میں ادارہ قائم کیا ہوا ہے۔ جس میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں جو ان کے لئے صدقہ جاریہ سے کم نہیں۔ آپ کی وفات ۲؍مئی ۱۹۹۴ء کو ہوئی مرکز آل محمد جامعہ ختم نبوت میں آرام فرما ہیں، میرے حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم کے پدر نسبتی تھے۔ راقم نے ۱۴؍فروری کو سید خالد مسعود سلمہ کی خدمت میں حاضری دی۔

۱۴؍فروری سلانوالی سے فارغ ہونے کے بعد جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں چند گھنٹے حاضری دی اور اساتذۂ کرام مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا محمد شاہد، مولانا محمد امین، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا الیاس الرحمٰن اور مولانا صغیر احمد سے ملاقات کی۔ ۱۴؍فروری مغرب کی نماز خانقاہ جامعہ عبیدیہ فیصل آباد میں حاضری اور حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کی مجلس ذکر میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ حضرت والا کی خانقاہ میں ہر بدھ عشا کی نماز کے بعد مجلس ذکر ہوتی ہے۔ جس میں سینکڑوں مریدین قریب وبعید سے شریک ہوتے ہیں اور اپنی روحانی پیاس بجھاتے ہیں۔ حضرت والا کچھ عرصہ سے گردوں کے ڈائیلائسز کے مریض چل آرہے ہیں۔ ہفتہ میں تین بار ڈائیلائسز کرانا پڑتے ہیں۔ اللہ پاک اپنے فضل وکرم سے حضرت والا کو صحت وعافیت سے سرفراز فرمائیں۔

مولانا محمد ارشاد سلمہ کا تعارف: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مبلغ مولانا محمد خبیبؒ کی وفات کے بعد ان کا حلقہ خالی چلا آرہا تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس منتظمہ (عاملہ) کے فیصلہ کے مطابق لاہور میں زیر تربیت مولانا محمد ارشاد سلمہ کو ضلع ٹوبہ کا مبلغ مقرر کیا گیا۔ نیز اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ راقم ان کے تعارف کے لئے سفر کرے، چنانچہ ۱۶؍فروری ۲۰۲۳ء کو فیصل آباد سے سفر کر کے سمندری پہنچے، جہاں مجلس کے مقامی ناظم مولانا قاری محمد یونس نے جماعتی زعمائے کا اجلاس بلایا ہوا تھا۔ چنانچہ دارالعلوم اسلامیہ رجانہ روڈ پر جماعتی زعما کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں ضلع ٹوبہ اور فیصل آباد کی تحصیل

سمندری کے مبلغ کا تعارف کرایا گیا۔ سمندری سے آگے کھدروالا ہے۔ کھدروالا کے جماعتی رفقا میاں محمد طیب، میاں محمد طاہر، قاری محمد عمران جو ہمارے عظیم اسکالر بابو تاج محمد نکودریؒ سابق استاذ مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی ضلع بہاولنگر کے نواسے ہیں، ان حضرات سے کچھ دیر مجلس رہی، موضوع گفتگو بابو تاج محمدؒ رہے۔

بابو تاج محمدؒ نکودر جالندھر کے رہنے والے تھے۔ قادیان میں کافی عرصہ ٹیچر رہے۔ قادیانی جماعت کے کئی لوگ ان کے شاگرد تھے۔ قیام پاکستان کے بعد فقیر والی منتقل ہوگئے، ساری زندگی مدرسہ قاسم العلوم میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ چنیوٹ اور چناب نگر کی کانفرنسوں میں ہر سال باقاعدگی سے شرکت فرماتے قادیانیوں کے خلاف کئی ایک کتابچے بھی تحریر کئے، ہفت روزہ ختم نبوت کی ابتدائی جلدں میں ان کے مضامین باقاعدگی سے شائع ہوتے رہے ان کے فرزند ارجمند مولانا محمد احمد مجاہدؒ نے انہیں ’’قادیانیت کا علمی ریمانڈ‘‘ کے نام سے شائع کیا۔ انہوں نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے مرنے کے بعد میری لائبریری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے دی جائے تو ان کے فرزند ارجمند نثار احمد نے والد محترم کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے ان کی قادیانیت اور ردِقادیانیت پر تمام کتابیں ملتان بھجوادیں، جو ہماری مرکزی لائبریری کا حصہ ہیں۔ ۱۹۸۹ء میں وفات پائی۔ ان کے ایک فرزند ارجمند مولانا محمد احمد مجاہدؒ لاہور میں اسکول ٹیچر رہے، میرے دور میں وہ لاہور مجلس کے ناظم بھی رہے۔ اللہ پاک مولانا مجاہد اور ابو مجاہد کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ آمین، یاالٰہ العالمین۔

مریدوالا: کھدروالا سے اگلا اسٹاپ مرید والا ہے، جو ضلع فیصل آباد کا آخری قصبہ ہے۔ مریدوالا میں جامعہ عثمانیہ کے نام سے اہل حق کا ادارہ ہے، جس کے انچارج مولانا ذوالفقار علی ہیں، سفر پر ہونے کی وجہ سے ان سے ملاقات نہ ہوسکی۔ مدرسہ کے اساتذہ کرام سے مبلغ صاحب کا تعارف کرایا۔ ہمارے حضرت جالندھریؒ کے نواسے قاری طالوت احمد جو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیقؒ جامعہ خیرالمدارس ملتان کے فرزند ارجمند ہیں، انہیں بھی فون پر بلالیا، موصوف ہمارے جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں امام و مدرس رہے، یہ اس وقت کی بات ہے، جب جامعہ صرف مکتب تھا۔ چناب نگر چھوڑنے کے بعد مرید والا حافظ گیس سینٹر کے نام سے دکان کھولی، ان کی رہائش قریب ہی ایک گاؤں اُگی میں ہے۔ راقم ایک مرتبہ چند سال قبل اُگی گیا، دروازے پر گھنٹی دی تو ایک بچہ باہر نکلا۔ راقم نے کہا: قاری طالوت کہاں ہیں؟ انہیں کہیں کہ تمہارے نانا کی جماعت کے دو مبلغ آئے ہیں، بیٹھک کا دروازہ کھولا گیا، قیام وطعام اور درس و بیان کا نظم کیا۔ چندروز بعد راقم جامعہ خیرالمدارس میں حاضر ہوا، استاذ جی مولانا محمد صدیق شیخ الحدیث جامعہ سے ملاقات ہوئی۔ استاذ محترم نے فرمایا کہ آپ اُگی گئے تھے؟ راقم نے اثبات کا جواب دیا، تو فرمایا: تمہاری استانی صاحبہ وہیں تھیں انہوں نے مجھے بتلایا کہ: ’’تمہارے نانا‘‘ کا لفظ سن کر خوشی سے آنسو آگئے، کسی نے میرے والد کا نام لیا ہے۔ مولانا محمد صدیقؒ پون صدی خیرالمدارس میں استاذ رہے۔ ۱۹۴۴ء میں خیرالمدارس جالندھر میں داخل ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد جس جماعت نے جامعہ سے دورہ حدیث کیا، ان میں مولانا محمد صدیقؒ بھی تھے۔ ابن امیر شریعت مولانا حافظ عطاء المنعم سید ابوذر بخاریؒ اور ہمارے مولانا عبدالرحیم اشعرؒ ان کے ساتھیوں میں سے تھے۔ ۱۸/فروری ۲۰۱۶ء کو ان کا انتقال ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم کی امامت میں ہاکی اسٹیڈیم قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جنازہ میں ہزاروں علمائے کرام، مشائخ عظام، حفاظ وقرأ اور مسلمان عوام نے شرکت کی اور منظور آباد کے قبرستان میں علمائے کرام و مشائخ عظام کے جلو میں دفن کیا گیا۔

خطبۂ جمعہ، جامع مسجد الحسنین ہیڈویرڑی

چوبارہ: جامع مسجد الحسنین کے خطیب وامام مولانا امیر معاویہ کی دعوت پر ۱۷/فروری کا خطبہ جمعہ دیا۔ تبلیغی دوستوں نے جامعۃ الحسنین کے نام سے ادارہ کا نام رکھا ہے۔ ایک سو سے زائد طلبا قرآن پاک حفظ وناظرہ کی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

بھاگل والا میں جلسہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چک نمبر ۱۵۳ بھاگل والا میں ۱۷/فروری کو جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا، جس کی صدارت چوک اعظم مجلس کے امیر مولانا علی معاویہ نے کی، جبکہ مجلس کے ناظم اعلیٰ قاری محمد ابوبکر مہمان خصوصی تھے۔ جلسہ سے مولانا محمد ساجد اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانی کفریہ عقائد کی سنگینی پر خطاب کیا اور قادیانیوں سے عمرانی، اقتصادی مکمل بائیکاٹ کرنے کی اپیل کی۔

تعاون کی اپیل

تعارف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

☆ حضرت امیر شریعتؒ اور خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ کے ارشادات کی روشنی میں ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے بالاتر ہو کر تبلیغ دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی مذہبی جماعت ہے۔ الحمدللہ!

☆ اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے مجلس کو پاکستان اور بیرون پاکستان قادیانیت کے محاذ پر کامیابی نصیب ہوئی۔

☆ آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قانوناً قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا۔

☆ یورپین ممالک میں تبلیغ اسلام اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے رد میں مراکز قائم کیے گئے۔

☆ برطانیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام...... چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد۔

☆ چناب نگر میں سالانہ رد قادیانیت کورس ...... چناب نگر میں ایک سالہ ختم نبوت تخصص کورس۔

☆ قادیانیت کے ہمہ وقت تعاقب کے لیے 40 مبلغین 30 تبلیغی مراکز اور دفاتر 8 شعبہ ہائے تعلیم القرآن۔

☆ چناب نگر شعبہ کتب...... شعبہ میٹرک، ایف اے...... ماہنامہ لولاک ملتان...... ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔

☆ تحفہ قادیانیت 6 جلدیں...... تحریک ختم نبوت 10 جلدیں...... محاسبہ قادیانیت 25 جلدیں

☆ اردو، انگریزی، عربی میں رد قادیانیت پر فری لٹریچر...... دیگر رد قادیانیت پر اہم کتب شائع شدہ۔

☆ انٹرنیٹ پر ماہنامہ لولاک...... ہفت روزہ ختم نبوت...... اور دیگر مجلس کی کتب دستیاب ہیں۔

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، ناموس رسالت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے

عطیات، صدقات اور زکوٰۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

اپیل کنندگان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

اکاؤنٹ نمبرز

1127-01010015785 مسلم کمرشل بینک ملتان

0038-01034640 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ ملتان

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب مدظلہ، ولی کامل، امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، نقشبندی مجددی

صاحبزادہ پیر طریقت مخدوم العلماء حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب حفظہ اللہ، ولی ابن ولی، نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

استاذ العلماء جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب حفظہ اللہ، نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب مدظلہ العالی، مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

علاقائی مراکز کے فون نمبرز

اسلام آباد 0334-5082180	راولپنڈی 0304-7520844	سیالکوٹ 0300-7442857	گوجرانوالہ 0302-5152137	لاہور 0300-4304277 0300-4918840	سرگودہا 0301-6361561	چناب نگر 0301-7972785 0301-6395200	جھنگ 0303-2453878	خانیوال 0301-7819466	چیچہ وطنی 0300-7832358	بہاولنگر 0333-6309355
بہاولپور 0300-6851586	میرپورخاص 0334-3463200	رحیم یار خان 0301-7659790	سکھر 0302-3623805	اوکاڑہ قصور 0300-6950984	فیصل آباد 0301-7224794	حیدرآباد 0300-8775697	شیخوپورہ 0300-5598612	کوئٹہ 2841995 0331-3064596	گجرات 0300-8032577	کراچی 32780337